رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۵ — ٹیلیفون نمبر ۹۱

اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ ۔ عَسٰۤی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا

اللہ اکبر

الفضل

روزنامہ — قادیان

THE DAILY ALFAZL QADIAN.

ایڈیٹر غلام نبی

تار کا پتہ الفضل قادیان

شرح چندہ پیشگی — سالانہ — ششماہی — سہ ماہی

قیمت فی پرچہ ایک آنہ

قیمت سالانہ پیشگی بیرون ہند

جلد ۲۵ | مورخہ ۱۹ ذیقعدہ ۱۳۵۵ھ | یوم سہ شنبہ | مطابق ۲ فروری ۱۹۳۷ء | نمبر ۲۶

ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

اپنی عملی حالت کو ایسا درست رکھو کہ دشمن بھی تمہاری نیکی کے قائل ہو جائیں

"انسان پر دو قسم کے حقوق ہیں۔ ایک تو اللہ کے۔ دوسرے عباد کے۔ پہلے میں تو اسی وقت نقصان ہوتا ہے۔ جب دیدہ دانستہ کسی امر اللہ کی مخالفت قولی یا عملی کیجائے۔ مگر دوسر حقوق کی نسبت بہت کچھ بچ بچ کے رہنے کا مقام ہے۔ کئی چھوٹے چھوٹے گناہ ہیں۔ جنہیں انسان بعض اوقات سمجھتا بھی نہیں۔ ہماری جماعت کو تو ایسا نمونہ دکھانا چاہیئے۔ کہ دشمن پکار اٹھیں۔ کہ گو یہ ہمارے مخالف ہیں۔ مگر ہیں ہم سے اچھے۔ اپنی عملی حالت کو ایسا درست رکھو۔ کہ دشمن بھی تمہاری نیکی خدا ترسی۔ اور اتقا کے قائل ہو جائیں۔ یہ بھی یاد رکھو۔ کہ خدا تعالےٰ کی نظر جذر قلب تک پہونچتی ہے۔ پس وہ زبانی باتوں سے خوش نہیں ہوتا۔ زبان سے کلمہ پڑھنا یا استغفار کرنا انسان کو کیا فائدہ پہونچا سکتا ہے۔ جب وہ دل وجان سے کلمہ یا استغفار نہ پڑھے۔ بعض لوگ زبان سے استغفر اللہ کرتے جاتے ہیں۔ مگر نہیں سمجھتے۔ کہ اس سے کیا مراد ہے۔ مطلب تو یہ ہے۔ کہ پچھلے گناہوں کی معافی خلوص دل سے چاہی جائے۔ اور آئندہ کے لئے گناہوں سے باز رہنے کا عہد باندھا جائے۔ اور ساتھ ہی اس کے فضل و امداد کی درخواشت کی جائے۔ اگر اس حقیقت کے ساتھ استغفار نہیں ہے۔ تو وہ استغفار کسی کام کا نہیں"۔ (الحکم ۱۰ ستمبر ۱۹۰۱ء)

مدینۃ المسیح

قادیان ۳۱ جنوری۔ سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کے متعلق آج نو بجے شب کی ڈاکٹری رپورٹ مظہر ہے۔ کہ حضور کو کھانسی کی شکایت بدستور ہے۔

حضرت ام المومنین مدظلہا العالی کو گردن کے پٹھوں میں درد اور کھانسی کی تکلیف ہے۔

۳۰ جنوری۔ قاضی عبد السلام صاحب ابن چراغ الدین صاحب معہ اہل وعیال پانچ ماہ کی رخصت گزارنے کے بعد نیروبی (افریقہ) کے لئے روانہ ہو گئے۔

تحریک جدید کے وعدوں کے متعلق ایک گذشتہ سال کا واقعہ

گذشتہ سال سے پیوستہ سال کا ایک واقعہ ہے۔ کہ ایک جماعت کے مخلصین نے اپنے وعدے ٹھیک میعاد کے اندر سکرٹری صاحب مال کو لکھوا دیئے۔ مگر اتفاق سے سکرٹری صاحب مال سخت بیمار ہو گئے۔ اور وعدوں کے پیش کرنے کی آخری تاریخ گزر گئی۔ کئی دنوں کے بعد سکرٹری صاحب نے اپنی فہرست حضور ایدہ اللہ تعالےٰ کے حضور مذکورہ بالا وجہ لکھ کر پیش کی۔ تو حضور نے اس فہرست کو اس لئے منظور فرمایا۔ کہ جماعت کے مخلصین نے تو وعدے ٹھیک وقت پر لکھوا دیئے تھے۔ سکرٹری صاحب مال فہرست بوجہ بیماری نہ پیش کر سکے چونکہ ممکن ہے۔ کہ اس سال بھی کسی جماعت کے مخلصین نے اپنے وعدے ٹھیک وقت پر لکھوا دیئے ہوں۔ مگر کارکنان کسی ایسی ہی وجہ سے وعدوں کی فہرست وقت پر نہ بھیج سکے ہوں۔ اس لئے اعلان کیا جاتا ہے۔ کہ اگر کسی جگہ ایسی صورت پیش آئی ہو۔ تو کارکنان کو چاہیئے۔ کہ دوبارہ فہرست بنا کر حضور کی خدمت میں ارسال کر دیں۔ گذشتہ ایام میں چونکہ الیکشن کا کام زوروں پر رہا ہے۔ اس لئے امکان ہو سکتا ہے۔ کہ بعض جگہ کے کارکنان وعدے وقت پر لے چکے ہوں۔ مگر فہرست بھیجنے کی فرصت نہ ملی ہو۔ پس آپ فوری توجہ کر کے فہرست بھیج دیں ؛

فنانشل سکرٹری تحریک جدید قادیان

بٹالہ میں ایک احمدی کی میت دفن کرنے میں مخالفین نے روک ڈالی

ذمہ وار حکام نے موقعہ پر پہنچکر لاش دفن کرائی

۲۸ جنوری ۱۹۳۷ء کو بوقت ۵ بجے صبح میرے والد بزرگوار مولوی حاجی نواب الدین صاحب چند روز بیمار رہ کر بقضاء الہٰی رحلت فرما گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ اسی دن ۹½ بجے میں نے ایک معمار کو اپنے جدی قبرستان بھنڈا نوالا بیرون دروازہ نصیر الحق میں قبر کھودنے کے واسطے روانہ کیا۔ اس نے وہاں جا کر قبر کنوں کو کام پر لگا دیا۔ لیکن جب قبر قریباً تین فٹ گہرائی تک کھودی جا چکی۔ یہاں محلہ کے کچھ لوگوں نے آکر روک دیا۔ یہ خبر سنتے ہی میں چار اور دوستوں کو لے کر قبرستان میں گیا۔ میرے ہمراہیوں میں سے ایک غیر احمدی دوست نے شریفانہ طریق سے ان لوگوں کو سمجھایا۔ مگر وہ نہ مانے انہوں نے کہا ہم میاں بدر محی الدین صاحب کا فیصلہ مانیں گے۔ مگر میاں بدر محی الدین صاحب نے کوئی فیصلہ نہ کیا۔ آخر میں نے تھانہ پولیس بٹالہ سٹی میں اطلاع دی۔ کہ ہمیں میت دفن کرنے سے روکا ہوا ہے۔ اس پر پولیس نے خاطر خواہ انتظام کیا۔ جناب ڈپٹی کمشنر صاحب بہادر وسپرنٹنڈنٹ پولیس صاحب بہادر۔ ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ صاحب بہادر اور مجسٹریٹ صاحب علاقہ موقعہ پر تشریف لے آئے۔ اور تحقیقات کے بعد ہجوم جو قریباً ایک ہزار اشخاص کا تھا منتشر کر دیا۔ اور میت دفن کرنے کا حکم دیا۔ ہم میت کو دفن کر کے واپس آ گئے حکام نے پولیس کی گارد قبرستان میں تعینات کر دی۔ ہم سب حکام اور عملہ پولیس کے ممنون ہیں۔ مخالفت میں سید قویار حسین۔ میاں بدر محی الدین اور عبد الغنی احراری نے ہجوم کے لیڈر بن کر خاص طور پر حصہ لیا ؛

خاکسار۔ محبوب عالم احمدی از بٹالہ

بقیہ صفحہ ۳

ان کی دیانت پر روشنی ڈالی گئی۔ تو اسے پی گئے۔ اور اس کی بجائے ایک ایسی بات گھڑ کر پیش کر دی جس کے متعلق "الفضل" نے ایک لفظ بھی نہیں لکھا۔ کیا ازراہ کرم مولوی صاحب بتا سکتے ہیں۔ کہ "الفضل" کے حال کے کو نسے پرچے میں ان کے اس الزام کے خلاف کچھ لکھا گیا ہے۔ کہ "قادیانی جماعت کی توجہ زیادہ تر پولیٹیکل معاملات کی طرف ہو گئی ہے۔ ہم نے تو اس موضوع کو ابھی چھیڑا ہی نہیں۔ ان حالات میں مولوی صاحب نے جو کچھ کہا ہے۔ وہی ان کی دیانتداری کا نہائت افسوسناک مرقع پیش کر رہا ہے۔

حیرت کی بات ہے کہ مولوی صاحب دیانتداری کی اس بے دردی سے کھلے بندوں خاک اڑاتے ہوئے شکوہ فرماتے ہیں۔ کہ "الفضل" نے ان کے متعلق کیوں لکھا: کہ "یہ بددیانت ہے" اور اپنا یہ ارشاد بھول جاتے ہیں۔ کہ "بدگمانی تو وہ ہوتی ہے۔ کہ کوئی کسی شخص کے خلاف بلاوجہ بری بات کہے" مولوی صاحب کو معلوم ہونا چاہیئے۔ ہم نے ان کی دیانتداری کا تذکرہ جس سلسلہ میں کیا۔ وہ یہ تھا کہ ہم پر تو دیال باغ جیسی سکیموں کا الزام لگایا جاتا ہے اور دعویٰ کیا جاتا ہے کہ اس کا سراغ "چھپی ہوئی باتوں" سے لگایا گیا ہے۔ لیکن اپنے ہاں کی کھلی کھلی باتیں انہیں کیوں نظر نہیں آتیں اور ان کے متعلق کیوں مہر بلب ہیں۔ چنانچہ عرض کیا گیا تھا:

"کیا ہی عجیب بات ہے۔ کہ یہ سب کچھ مولوی صاحب کے روبرو علیٰ الاعلان وقوع پذیر ہوتا ہے۔ وہ سب کچھ دیکھتے اور سنتے ہیں۔ مگر پھر بھی انہیں یہ نہیں دکھائی دیتا۔ کہ دیال باغ نے کس طرح ان کی قوم پر قبضہ جما لیا ہے۔ کس طرح ان کے ساتھی ان سے متنفر اور برگشتہ ہو کر دیال باغ کی طرف رجوع کر رہے ہیں۔ کس شدت کے ساتھ دیال باغ کی سکیمیں ان کے رفیقوں کے دل و دماغ پر قابض ہو رہی ہیں۔ اور کس طرح وہ ان کے آگے سرنگوں ہو کر حسرت و یاس کا مجسمہ بن چکے ہیں۔ ہاں ان کی دور بین نگاہ جماعت احمدیہ میں چھپی ہوئی ایسی چیزیں ضرور دیکھ لیتی ہے۔ جن میں دیال باغ کی جھلک پائی جاتی ہے

اس سے معلوم ہو سکتا ہے۔ کہ مولوی محمد علی صاحب جماعت احمدیہ کا ذکر کرتے ہوئے کس قدر دیانتداری سے کام لیتے اور کتنا خدا کا خوف اور تقوےٰ دل میں رکھتے ہیں۔ ان کا ایک سرکردہ رفیق کار اپنے ہاں کی بجائے دیال باغ کی سکیموں اور ان کے عمل میں زیادہ اسلام پاتا ہے بلکہ اپنی زندگی کو ان کے مقابلہ میں جہنمی قرار دیتا ہے۔ اخبار میں دھڑلے سے اعلان کرتا ہے۔ مولوی محمد علی صاحب اور ان کی "قوم" اسے پڑھتی اور خاموش رہ کر اس کی تصدیق کرتی ہے۔ لیکن الزام جماعت احمدیہ پر لگایا جاتا ہے۔ کہ وہ اپنا اصل کام چھوڑ کر دیال باغ کی سی سکیموں کی طرف متوجہ ہو رہی ہے۔ اور یہ کام اس سے شیطان کرا رہا ہے۔ یہ طریق عمل وہی انسان اختیار کر سکتا ہے۔ جو شرافت و انسانیت دیانت و امانت کو بالائے طاق رکھ چکا ہو" ؛

کیا پہلے نہیں تو اب مولوی صاحب فرمائیں گے۔ کہ مولانا یعقوب خان صاحب نے دیال باغ اور صاحب جی مہاراج کے متعلق جس عقیدت اور اخلاص کا اظہار کیا ہے۔ اس سے وہ متفق ہیں یا نہیں۔ اگر نہیں تو کیا اس کے خلاف انہوں نے کوئی نوٹس لیا۔ مولانا یعقوب خان کو تائب کرایا۔ یا اپنی "قوم" میں سے ان کو خارج کرنے کا اعلان کیا۔ اگر نہیں اور یقیناً نہیں۔ لیکن اس کے مقابلہ میں جماعت احمدیہ پر خواہ مخواہ یہ الزام لگا دیا۔ کہ وہ دیال باغ جیسی سکیموں میں پڑ گئی ہے۔ تو کیا پھر بھی ان کی دیانت کے چہرہ سے "بلاوجہ" نقاب سرکائی گئی ہے۔ اگر اس کے لئے معقول وجہ ہے۔ تو پھر وہ چیں بجبیں کیوں ہو رہے ہیں ؛

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الفضل

قادیان دارالامان مورخہ ۱۹ ذیقعدہ ۱۳۵۵ھ

امیر غیر مبایعین کی دیانتداری

دیال باغ کی سکیموں کا تذکرہ کیوں بھول گئے؟

جیسا کہ پہلے بھی عرض کیا جا چکا ہے غیر مبایعین کے "حضرت امیر" مولوی محمد علی صاحب آج کل جماعت احمدیہ کے خلاف کچھ ایسے آپے سے باہر ہو رہے ہیں۔ کہ خواہ کہیں گرجیں۔ برسیں جماعت احمدیہ پر ہیں۔ راگ کوئی شروع کریں۔ اس کی تان جماعت احمدیہ پر توڑتے ہیں۔ ۲۲- جنوری کو ان کے خطبۂ جمعہ کا موضوع تو تھا" ایک بلند پایہ امریکن مشنری کا اعتراف شکست"! مگر بحر غیظ و غضب میں ہچکولے کھاتے ہوئے جا پہنچے "قادیانی جماعت کی افسوسناک روش"۔ اور" الفضل کی اُلٹی عقل" تک۔ چنانچہ ارشاد ہوتا ہے:-

"کچھ امید ہونی چاہیئے تھی۔ اس گروہ پر جو حضرت مسیح موعود کا نام لیوا ہے۔ یعنی قادیانی جماعت۔ لیکن اس کی توجہ بھی اس کام سے پھری ہوئی ہے توجہ دلاؤ۔ تو کہتے ہیں۔ کہ ہمیں گالیاں دیتے ہو۔ ہم پر حسد کر رہے ہو۔ پچھلے یا پچھلے پچھلے جمعہ کے خطبہ میں مَیں نے کہیں کہہ دیا۔ کہ قادیانی جماعت کی توجہ زیادہ تر پولیٹیکل معاملات کی طرف ہو گئی ہے۔ اس پر "الفضل" میں اس قدر گندے مضامین شائع ہوئے ہیں۔ جس کی کچھ ٹھیک نہیں۔ لکھا ہے۔ یہ بد دیانت ہے۔ ہمیں گالیاں دیتا ہے۔ گالی تو وہ ہوتی ہے کہ کوئی کسی شخص کے خلاف بلا وجہ بُری بات کہے۔ اس کی ذات پر حملہ کرے کسی اچھی بات کی طرف توجہ دلانا تو گالی نہیں ہو سکتا"!

مولوی صاحب نے "الفضل" کے متعلق جو شکوہ کیا ہے۔ وہ سر ماتھے پر لیکن "گالی" کی جو تعریف مندرجہ بالا سطور میں انہوں نے فرمائی ہے۔ اگر اسی کو مدنظر رکھ لیا جائے۔ تو "الفضل" پر "گندے مضامین" شائع کرنے کا الزام سراسر جھوٹا قرار پاتا ہے۔ مولوی صاحب نے "الفضل" پر جو الزام عائد کیا ہے۔ اس کے ثبوت میں صرف یہ بات پیش کی ہے۔ کہ "الفضل" نے ان کے متعلق لکھا "یہ بد دیانت ہے" اب اگر یہ ثابت کر دیا جائے ان سابقہ تحریروں سے نہیں جن کی بناء پر یہ لکھا گیا تھا۔ بلکہ انہی سطور سے۔ جو اُوپر نقل کی گئی ہیں۔ اور جن میں بد دیانت کہنے کے خلاف شکوہ کیا گیا ہے۔ کہ مولوی صاحب نے اب پھر بد دیانتی سے کام لیا ہے۔ تو کیا وہ اقرار کر لیں گے۔ کہ انہیں "بد دیانت" بلا وجہ نہیں کہا گیا۔ اور کوئی "گالی" نہیں دی گئی۔ کیونکہ بد دیانتی ان کے رگ و ریشہ میں اس طرح سرایت کئے ہوئے ہے۔ کہ اس کا انکار کرتے ہوئے بھی اس کے ارتکاب سے باز نہیں رہ سکے۔ اس کا ثبوت ملاحظہ ہو:-

مولوی صاحب کا ارشاد ہے۔ کہ "پچھلے یا پچھلے سے پچھلے جمعہ کے خطبہ میں مَیں نے کہیں کہہ دیا۔ کہ قادیانی جماعت کی توجہ زیادہ تر پولیٹیکل معاملات کی طرف ہو گئی ہے۔ اس پر "الفضل" میں اس قدر گندے مضامین شائع ہوئے ہیں۔ جس کی کچھ ٹھیک نہیں۔ لکھا ہے یہ بد دیانت ہے۔ ہمیں گالیاں دیتا ہے"! لیکن حقیقت یہ ہے۔ کہ "الفضل" میں مولوی صاحب کے اُس "خطبۂ جمعہ" کے متعلق مضمون لکھے گئے ہیں۔ جو ۱۱- جنوری کے "پیغام صلح" میں شائع ہوا۔ اور اس میں مولوی صاحب کے یہ الفاظ کہیں نہیں پائے جاتے کہ "قادیانی جماعت کی توجہ زیادہ تر پولیٹیکل معاملات کی طرف ہو گئی ہے"! بلکہ یہ فرمایا گیا ہے۔ کہ "**جماعت قادیان کی توجہ** جو خدا جانے تعداد میں اس چھوٹی سی جماعت (غیر مبایعین) سے دس گنا زیادہ ہے۔ یا کس قدر۔ **اس اصل کام (تبلیغ اسلام) سے ہٹ کر دوسرے کاموں کی طرف ہو گئی ہے**"! اور آگے چل کر "دوسرے کاموں" کی تفصیل یہ پیش کی گئی ہے۔ کہ "یہ دیال باغ جیسی سکیمیں کچھ چیز نہیں۔ کلمۂ حق پھیلے۔ یا نہ پھیلے۔ ہماری دُنیا اچھی ہو جائے۔ ہمیں کھانے اور پہننے کو اچھا ملے۔ یہ ہے ان سکیموں کا مقصد۔ اور جو کوئی جماعت بھی ایسی سکیموں پر اپنی طاقت خرچ کرے گی۔ اس کا مقصد بھی لازماً یہی ہو جائے گا۔ ہمارے قادیانی دوست ان باتوں سے ناراض ہوتے ہیں۔ لیکن یہ واقعات ہیں۔ ان کے اندر ایسی چیزیں چھپی ہوئی ہیں۔ کہ ذرا پردہ اٹھا کر دیکھنے سے فوراً نظر آ جاتی ہیں۔ ایسی سکیموں میں پڑنے کا نتیجہ یہ ہوگا۔ کہ خدمت دین۔ اشاعت اسلام اور دجال اور عیسائیت کو مغلوب کرنے کا جذبہ کمزور ہو جائے گا"!

ان الفاظ میں جو کچھ کہا گیا ہے وہ بالکل واضح ہے۔ اور وہ یہ کہ مولوی محمد علی صاحب کے نزدیک جماعت احمدیہ "دیال باغ جیسی سکیموں" میں پڑ کر خدمت دین اور اشاعت اسلام کے فرض کو بھول چکی ہے۔ مگر ان کی دیانتداری ہاں وہی دیانتداری جس کے متعلق انہیں شکوہ ہے۔ کہ ہم نے کیوں اس کا بھانڈا پھوڑا۔ ملاحظہ ہو۔ کہ اپنے تازہ خطبہ میں جو ۲۳- جنوری کے "پیغام" میں شائع ہوا ہے۔ اس صریح الزام کا انہوں نے ذکر تک نہیں کیا۔ بلکہ نہایت بے تکلفی سے ان دیال باغی سکیموں کو بالکل ہضم کر گئے ہیں۔ جن کے متعلق چلّا چلّا کر فرما رہے تھے۔ کہ انہوں نے جماعت احمدیہ میں جھوٹی پائی دکھی ہیں۔ اور جو ان کے نزدیک شاخسانہ ہیں۔ ثابت شدہ واقعات ہیں:-

مولوی صاحب نے ایسا کیوں کیا اس لئے کہ ہم نے ان کے دست راست اور ان کے ہم پلہ مولانا یعقوب خاں صاحب کے بیان سے ثابت کر دیا۔ کہ جماعت احمدیہ نہیں۔ بلکہ مولوی محمد علی صاحب کی "قوم" ان سے متنفر ہو کر دیال باغ کی والہ و شیدا بن چکی ہے۔ کیونکہ اسے اصل اسلام مولوی صاحب کے پاس نہیں۔ بلکہ دیال باغ میں نظر آ رہا ہے۔ اور وہ "اسلام کا فاضل ترین نمائندہ" مولوی صاحب کو نہیں۔ بلکہ دیال باغ کے مالک "صاحب جی مہاراج" کو سمجھتی ہے۔ یہی وجہ ہے۔ کہ مولانا یعقوب خاں کے بیان کو جھٹلانے کی آج تک مولوی محمد علی صاحب کو جرأت نہیں ہوئی۔ پھر اس کے ساتھ ہی ہم نے یہ بھی دکھا دیا۔ کہ آج جن تحریکوں کو مولوی صاحب "دیال باغ جیسی سکیمیں" کہہ رہے ہیں ایک وقت تھا۔ جب خود انہیں جماعت احمدیہ کے لئے نہایت ضروری اور اہم سمجھتے تھے۔ اور چاہتے تھے۔ کہ وہ رائج ہوں:-

چونکہ ان باتوں کا مولوی صاحب کوئی جواب نہیں دے سکتے۔ اس لئے جماعت احمدیہ پر انہوں نے بڑے زور شور سے جو یہ الزام لگایا تھا۔ کہ وہ دیال باغ جیسی سکیموں میں منہمک ہو گئی ہے۔ اسے بالکل کھا گئے ہیں۔ اور بڑے بھولے بن کر فرماتے ہیں:- "جمعہ کے خطبہ میں مَیں نے کہیں کہہ دیا۔ کہ قادیانی جماعت کی توجہ زیادہ تر پولیٹیکل معاملات کی طرف ہو گئی ہے۔ اس پر الفضل میں اس قدر گندے مضامین شائع ہوئے ہیں" کہ اس نے لکھا ہے۔ یہ بد دیانت ہے"!

"الفضل" نے جس بناء پر مولوی صاحب کی دیانت کی حقیقت بیان کی تھی۔ وہ تو الگ رہی۔ کیا یہی بات ان کی دیانت کا پول نہیں کھول رہی۔ کہ اپنے خطبہ میں جس بات پر انہوں نے سارا زور صرف کیا تھا۔ جب اس کے متعلق مضبوط گرفت کی گئی۔ اور اس بارے میں...

(باقی دیکھیں صفحہ ۱۰ کالم ۱)

احرار کی ملت فروشی اور قومی غداری پر مسٹر مظہر علی کی مہر تصدیق ثبت ہوگئی

احرار کی اسلام سے غداری اور قوم فروشی تو اسی دن ثابت ہوگئی تھی۔ جبکہ انہوں نے مسجد شہید گنج کے انہدام کے جانگاہ حادثہ کے وقت نہ صرف جمہور مسلمانوں سے علیٰحدگی اختیار کرلی۔ بلکہ ان کو اس نہایت اہم معاملہ میں ناکام رکھنے کے لئے ہر ممکن کوشش کی۔ اور اس طرح ثابت کر دیا۔ کہ اسلام کے سب سے بڑے بدخواہ اور مسلمانوں کے سب سے بڑے دشمن احرار ہی ہیں۔ لیکن حال میں ان کی اس غداری اور ملت فروشی پر ان کی اپنی مہر تصدیق ثبت ہوگئی ہے۔ چنانچہ مسٹر مظہر علی اظہر جنرل سکرٹری مجلس احرار کے اپنے ہاتھ کا لکھا ہوا خط پبلک میں پیش ہو چکا ہے۔ ذیل میں فی الحال وہ خط اور اس کے متعلق ضروری تشریحات اس اشتہار سے پیش کی جاتی ہیں۔ جو امرتسر کے ایک صاحب نے شائع کیا ہے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم

نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

مسجد شہید گنج اور مجلس احرار

مولوی مظہر علی صاحب اظہر اور چوہدری افضل حق صاحب کی خط وکتابت

مسجد شہید گنج کا معاملہ بے شک اہم ہے۔ لیکن چونکہ ظفر علی خاں آگے آچکا ہے۔ اس لئے خانۂ خدا کو گرنے دو

دل کے پھپھولے جل اٹھے سینہ کے داغ سے ٭ اس گھر (مسجد شہید گنج) کو آگ لگ گئی گھر کے چراغ سے

ناظرین اس اشتہار کے بطن میں ایک خط کا چربہ دیا گیا ہے جو مولوی مظہر علی صاحب اظہر کا تحریر شدہ ہے یہ خط قریب ہی میں ہمارے قبضہ میں آیا ہے۔ اور ہم نے کئی دن کی محنت شاقہ کے بعد اور کئی خطوط سے مقابلہ کرکے اس امر کا یقین کر لینے کے بعد کہ یہ خط مولوی مظہر علی صاحب اظہر کا ہی ہے اُسے شائع کرنے کا فیصلہ کیا ہے اس خط کو پڑھ کر ایک مسلمان کا کلیجہ مونہہ کو آتا ہے۔ کہ خود غرضی اور حسد انسان کو کہاں سے کہاں تک لے جاتا ہے۔ چونکہ ممکن ہے۔ کہ بعض لوگوں کے لئے چربہ کا پڑھنا مشکل ہو۔ اس لئے ہم اس خط کا مضمون نستعلیق میں ذیل میں درج کرتے ہیں:۔

"گورداسپور
۲۴ جولائی ۱۹۳۵ء
برادر مکرم چودھری صاحب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ میں دورہ سے واپسی پر دفتر پہونچا لیکن آپ موجود نہ تھے زبانی طور پر تمام واقعات مولوی محمد شفیع صاحب سے کہہ آیا تھا۔ غالباً انہوں نے تمام نشیب و فراز بیان کر دیئے ہوں گے۔ احتیاطاً دوبارہ عرض کرتا ہوں:۔

۱۲ جولائی کا شاہی مسجد کا اعلان بہت مفید ثابت ہوا ہے۔ پبلک کا رجحان ہماری طرف پلٹ چکا ہے۔ ضرورت صرف اس امر کی ہے۔ کہ ہر تیسرے چوتھے دن کے بعد ایسا ہی ہنگامہ خیز بیان شائع کر دیا جایا کرے۔ تاکہ مولوی ظفر علی خاں یا اس کی پارٹی سے عامۃ المسلمین کٹ جائیں مکمل قبضہ و اقتدار

پہلا صفحہ

گورداسپور
۲۴ جولائی ۱۹۳۵ء

برادر مکرم چودری صاحب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ - میں دورہ سے واپسی پر دفتر پہنچا - لیکن آپ موجود نہ تھے - زبانی طور پر تمام واقعات مولوی محمد شفیع صاحب سے کہہ آیا تھا غالباً انہوں نے تمام نشیب و فراز بیان کر دیئے ہوں گے - احتیاطاً دوبارہ عرض کرتا ہوں:

۱۲ جولائی کا شاہی مسجد کا اعلان بہت مفید ثابت ہوا ہے پبلک کا رجحان ہماری طرف پلٹ چکا ہے ضرورت صرف اس امر کی ہے کہ ہر تیسرے چوتھے دن کے بعد ایسا ہی ہنگامہ خیز بیان شائع کر دیا جایا کرے - تاکہ مولوی ظفر علی خاں یا اسکی پارٹی سے عامۃ المسلمین کٹ جائیں مکمل قبضہ و اقتدار حاصل ہو جانے کے بعد یہ برہمی فوراً ختم کی جا سکتی ہے - یہ اگر مسجد

158

حاصل ہوجانے کے بعد یہ ایجی ٹیشن فوراً ختم کی جاسکتی ہے۔ یہ مانا کہ مسجد کا معاملہ نہایت اہم ہے۔ مگر اس میں حصہ لینے سے اگر کامیابی ہو بھی گئی۔ تو نام ظفر علی خان کا ہوگا کیونکہ اس تحریک کا قائد وہی تسلیم کیا جاچکا ہے اور ہمارا۔ اور مجلس کا وقار سخت خطرے میں پڑ جائے گا۔ اور اکیلے ظفر علی خان کی کامیابی بہت مشکل ہے:۔

شاہ صاحب کو ہر ممکن طریقے سے یقین دلائیں۔ کہ مسجد ایجی ٹیشن میں شامل ہونے سے جماعت فنا ہوجائے گی۔ انہیں مذہبی رنگ میں ہی قائل کیا جاسکتا ہے:۔

مولانا حبیب الرحمن سے معلوم ہوا ہے کہ اعلان پڑھنے کے بعد کچھ نرم ہو رہے ہیں۔ اور انفرادی طور پر متعدد آدمیوں سے ایجی ٹیشن میں شامل ہونے کا وعدہ بھی کرچکے ہیں۔ خدا کے لئے انہیں سمجھایئے۔ ان کی شمولیت سے ہماری تمام سکیم فیل ہوجائے گی:۔

مجلس مشاورت کے اجلاس میں شریک نہیں ہوسکا۔ امید ہے۔ کہ آپ نے حسب منشار کارروائی کرائی ہوگی:۔

احقر

منظر علی اظہر"

دوسرا صفحہ

معاملہ نہایت اہم ہے مگر اس میں حصہ لینے سے اگر کامیابی ہو بھی گئی

تو نام ظفر علی خان کا ہوگا کیونکہ اس تحریک کا قائد وہی تسلیم کیا جاچکا ہے

اور ہمارا اور مجلس کا وقار سخت خطرے میں پڑ جائیگا اور اکیلے ظفر علی خان

کی کامیابی بہت مشکل ہے۔

شاہ صاحب کو ہر ممکن طریقے سے یقین دلائیں۔ کہ مسجد ایجی ٹیشن میں

شامل ہونے سے جماعت فنا ہو جائیگی۔ انہیں مذہبی رنگ میں

ہی قائل کیا جاسکتا ہے

مولانا حبیب الرحمن سے معلوم ہوا ہے کہ اعلان پڑھنے کے بعد

کچھ نرم ہو رہے ہیں اور انفرادی طور پر متعدد آدمیوں سے ایجی ٹیشن

میں شامل ہونے کا وعدہ بھی کر چکے ہیں۔ خدا کے لئے انہیں سمجھائیے

ان کی شمولیت سے ہماری تمام سکیم فیل ہو جائیگی

مجلس مشاورت کے اجلاس میں شریک نہیں ہو سکا امید ہے

کہ آپ نے حسب منشا کارروائی کرائی ہوگی

مظہر علی اظہر

اس خط کے علاوہ جو آج شائع ہو رہا ہے۔ مولوی مظہر علی صاحب اور ان کے اور رفقاء کے اور خطوط بھی ہیں۔ جو نہ صرف مسجد فروشی بلکہ خانہ کعبہ سے غداری ثابت کرتے ہیں۔ جو عنقریب شائع کئے جائیں گے:۔

اس خط سے ظاہر ہے۔ کہ اس کے لکھنے والے مولوی مظہر علی صاحب اظہر ہیں۔ اور مخاطب چودھری افضل حق صاحب ہیں۔ مولوی صاحب گورداسپور سے انہیں مسجد شہید گنج کے متعلق اپنے خیالات سے اطلاع دیتے ہیں۔ اور ضمناً ان تاثرات کا بھی ذکر کرتے ہیں جو لاہور پہنچکر انہوں نے مجلس احرار کی کارروائیوں سے اخذ کئے۔ اس خط کو پڑھنے سے مندرجہ امور معلوم ہوتے ہیں:۔

اول۔ مجلس احرار نے جو مسجد شاہی میں اعلان کیا تھا۔ کہ اسے مسجد شہید گنج سے حقیقی دلچسپی ہے۔ لیکن وہ چاہتی ہے کہ مسلمانوں سے مشورہ کرکے اس کی طرف قدم اٹھایا جائے۔ وہ سچائی پر مبنی نہ تھا۔ بلکہ اس ہنگامہ خیز بیان کی اصل غرض یہ تھی۔ کہ مولوی ظفر علی خان یا اس کی پارٹی کی طرف سے لوگ کٹ جائیں۔ اور لوگوں کو مولوی ظفر علی صاحب کی طرف سے ہٹانے کی غرض یہ تھی۔ کہ "مکمل قبضہ اور اقتدار حاصل ہوجانے کے بعد ایجی ٹیشن فوراً ختم کی جاسکتی ہے" دوسرے لفظوں میں اس ہنگامہ خیز بیان کی غرض یہ تھی۔ کہ لوگ یہ محسوس کرکے کہ مجلس احرار مولوی ظفر علیخان صاحب سے بھی زیادہ جوش کے ساتھ کام کے لئے نکل کھڑی ہوئی ہے۔ اس کے جھنڈے کے نیچے جمع ہوجائینگے۔ اور مولوی ظفر علیخان صاحب کو چھوڑ دیں گے اور جب مولوی ظفر علی خان کو لوگ چھوڑ کر مجلس احرار کے پیچھے لگ جائیں گے۔ تو پھر مجلس احرار اس ایجی ٹیشن کو ختم کرکے مسجد کا قضیہ ختم کردے گی:۔

دوم۔ مولوی مظہر علی صاحب تسلیم کرتے ہیں۔ کہ مسجد کا معاملہ اہم ہے۔ لیکن ایک معاملہ انہیں مسجد سے بھی زیادہ اہم معلوم ہوتا ہے اور وہ یہ کہ اگر ایجی ٹیشن سے کامیابی ہوگئی۔ تو نام مولوی ظفر علی خان صاحب کا ہوگا۔ حالانکہ مسجد کا ملنا۔ یا نہ ملنا ایسی اہمیت نہیں رکھتا۔ جس قدر کہ مظہر علی صاحب اور ان کے

ساتھیوں کے وقار کا قیام اہمیت رکھتا ہے۔ پس مسجد کو بچانے کی جگہ مولوی ظفر علی خان صاحب کو گرانے کی کوشش کرنی چاہیئے گویا خانۂ خدا بے شک ویران ہو جائے مگر خانۂ احرار ویران نہ ہو۔

سوم۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ مجلسِ احرار کا یہ کہنا کہ مسجد کا ملنا ناممکن تھا درست نہیں۔ اس شورش کے وقت احرار کے لیڈر مسجد کا ملنا ممکن سمجھتے تھے۔ کیونکہ مولوی مظہر علی صاحب اظہر لکھتے ہیں کہ "اگر اس میں حصہ لیتے سے اس میں کامیابی ہو بھی گئی" یعنے ان کے نزدیک مسجد کا ملنا ناممکن نہ تھا۔ اس میں کامیابی ممکن تھی۔ اس کے آگے چل کر وہ لکھتے ہیں کہ "اکیلے ظفر علی خاں کی کامیابی بہت مشکل ہے" لیکن اگر احرار مل جاتے تو کامیابی ممکن تھی ناکامی صرف مولوی ظفر علی خاں کے اکیلے کام کرنے سے ہوئی۔ پھر سوال یہ ہے کہ کیوں مجلسِ احرار نے مولوی ظفر علی صاحب کا ساتھ نہ دیا۔ اور مسجد شہید گنج کا قضیہ مسلمانوں کے حسب دلخواہ طے نہ کرا دیا۔ مولوی مظہر علی صاحب اس کا جواب یہ دیتے ہیں۔ کہ اگر وہ ایسا کرتے تو نام مولوی ظفر علی خان کا ہوتا۔ کیونکہ اس تحریک کا قائد وہی تسلیم کیا جا چکا ہے۔ اور ہمارا اور مجلس کا وقار سخت خطرے میں پڑ جاتا"

چہارم۔ اس خط سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ شروع میں مولوی عطاء اللہ صاحب مجلس احرار کی اس پالیسی کے مخالف تھے۔ لیکن بقول مظہر علی صاحب اظہر انہیں ہر ممکن طریقہ سے سمجھایا گیا۔ اور کچھ کچھ مذہبی رنگ میں بھی قائل کیا گیا۔ جس سے وہ آخر اسی راہ پر چل پڑے۔ جس پر مجلسِ احرار چل رہی تھی۔ اور خانۂ خدا کی ویرانی پر راضی ہو گئے۔

پنجم۔ اس خط سے معلوم ہوتا ہے کہ مسجد ایجی ٹیشن میں شامل نہ ہونے کی وجہ یہ نہ تھی۔ کہ مسجد مل نہ سکتی تھی بلکہ علاوہ مولوی ظفر علی صاحب کو ناکام کرنے کے یہ غرض بھی تھی۔ کہ مجلس احرار فنا نہ ہو جائے۔ گویا احرار مساجد کی خدمت کے لئے نہیں۔ بلکہ مسجدیں احرار کی خدمت کے لئے ہیں؛

ششم۔ اس خط سے معلوم ہوتا ہے کہ بزعم مولوی مظہر علی صاحب اُس ہنگامہ خیز اعلان کے سنانے کے بعد "شاہ صاحب" کی گرمی میں کمی آگئی۔ اور انہوں نے سمجھ لیا۔ کہ اس لفظی جہاد کے بعد لوگ سمجھ لیں گے۔ کہ شاہ صاحب نے اپنا فرض ادا کر دیا ہے۔ اور ان کی بدنامی نہ ہوگی۔ اس لئے اگر اسی حد تک ان کی جدوجہد ختم ہو جائے۔ تو چنداں حرج نہ ہوگا۔ لیکن جوش ابھی دبا نہ تھا۔ لوگوں کے کہنے سننے سے ان کو کبھی کبھی پھر جوش آ جاتا تھا۔ اور انفرادی طور پر وہ لوگوں سے اس ایجی ٹیشن میں شامل ہونے کا وعدہ بھی کر لیتے تھے۔ جس کی وجہ سے مظہر علی صاحب کی طبیعت سخت پریشان تھی۔ اور وہ "چودہری صاحب" کو خدا کا واسطہ دے دے کر فریاد کرتے تھے۔ کہ یہ مسجدوں کی بنیاد رکھنے والے شہنشاہ کی اولاد ہونے کا مدعی کہیں خانۂ خدا کی حفاظت کے خیال میں نہ پڑ جائے۔ پس خدا کے لئے خانۂ خدا کی خدمت سے اسے روکو۔ اللہ اللہ خدا کا واسطہ شائد اس سے عجیب تر موقعہ پر کبھی اس سے پہلے نہ دیا گیا ہوگا کیا ہی عجیب یہ فقرہ معلوم ہوتا ہے کہ خدا کے لئے خانۂ خدا کی خدمت سے شاہ صاحب کو روکو کیوں؟ اس لئے کہ ان کی شمولیت سے ہماری تمام سکیم فیل ہو جائے گی۔

ساتویں بات جو اس خط سے معلوم ہوتی ہے۔ گو ضمنی ہے۔ لیکن ہے دلچسپ اور وہ مجلس احرار کے طریق عمل کا انکشاف ہے۔ جو یہ ہے کہ

"مجلس شاورت کے اجلاس میں شریک نہیں ہو سکا۔ امید ہے کہ آپ نے حسب منشا کارروائی کرائی ہوگی"

یہ وہ خط ہے جسے مولوی مظہر علی صاحب اظہر نے اس وقت جبکہ مسلمان خانۂ خدا کی محبت میں گولیاں کھا کھا کر جانیں دے رہے تھے۔ اپنے دوست چودہری افضل حق کو تحریر کیا۔ احرار اسلام کی اسلام دوستی کا یہ کیا روشن ثبوت ہے۔ اور ان کے اخلاص کے ثبوت کے لئے اس سے بڑھ کر اور کون سی دلیل مل سکتی ہے۔؟

آہ! اے پیارے اسلام۔ اے محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے دین تیرے لئے یہ دن دیکھنا بھی مقدر تھا۔ کہ تیرے فرزند تیرے نام سے منسوب ہونے والے احرار اس گھر کو جس کے بغیر تیری زندگی ناممکن ہے گرتے ہوئے دیکھ کر خاموش رہتے ہیں۔ لوگوں کو خاموش رکھنے کی کوشش کرتے ہیں۔ خود ہی ٹھنڈے دل سے اس نظارہ کو نہیں دیکھتے۔ بلکہ دوسروں کو بھی ٹھنڈا کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ صرف اس لئے کہ مولوی ظفر علی خان کا نام نہ ہو جائے اور مجلس احرار سے زیادہ کام کرنیوالی کوئی اور جماعت ثابت نہ ہو جائے۔ گویا اگر خدمت اسلام کریں گے تو وہ ورنہ اسلام اور مسلمانوں کو مجھدھار سمندر میں ڈبو کر رکھ دیں گے؛

اے مظلوم اسلام دوسرے مذاہب کو تباہ کرنے کے لئے تو ان کے دشمن حملہ آور ہوتے ہیں۔ لیکن تجھ پر تیرے ہی نام لیوا حملے کرتے ہیں۔ اور پھر یہ دعوے بھی ساتھ ساتھ کئے جاتے ہیں۔ کہ اسلام کی خدمت ہمارے سوا اور کوئی نہیں کر سکتا۔ اور ناموس اسلام کے بچانے والے صرف ہم ہی ہیں گویا تجھ پر یہ مشہور شعر صادق آتا ہے۔ کہ ؎

دل کے پھپھولے جل اٹھے سینہ کے داغ سے
اس گھر کو آگ لگ گئی گھر کے چراغ سے

مگر اے دنیا کے آخری اور کامل و اکمل مذہب خدا تعالےٰ تجھے اس حال میں نہیں چھوڑے گا۔ اگر مسلمان تیرے لئے اپنی غیرت نہیں دکھائینگے تو اللہ تعالےٰ خود تیرے لئے اپنی غیرت ظاہر کرے گا۔ اور تجھے نیچا دکھانے والے لوگوں کو خود نیچا دکھائے گا۔ کیونکہ تیرا حامل اس کا آخری صحیفہ ہے۔ اور تیری بنیاد اس کی آخری کتاب پر ہے۔

اے برادرانِ اسلام میں درد بھرے دل سے یہ خط آپ کے سامنے رکھتا ہوں۔ آپ اس کو پڑھیں۔ اور ان لوگوں کی حالت سے عبرت پکڑیں جو اسلام کا دعوےٰ تو کرتے ہیں۔ لیکن اسلام ان کے حلق سے نیچے نہیں اترتا۔ جو خدا کے دین کی خدمت خدا کے لئے نہیں کرتے۔ بلکہ خدا کا نام اس لئے استعمال کرتے ہیں۔ تا لوگ خانۂ خدا کی خدمت میں مشغول نہ ہو جائیں۔

میں نے سنا ہے چند دن ہوئے مولوی مظہر علی صاحب اظہر نے کسی اخبار میں یہ اعلان کیا ہے۔ کہ ان کے نام پر کوئی جھوٹا خط شائع ہونے والا ہے میں نے اسی وجہ سے خط کا چربہ دے دیا ہے۔ تا لوگ اس کو دیکھ کر خود فیصلہ کر لیں۔ کہ یہ خط ان کا ہے یا نہیں۔ کیونکہ ان کا خط بہت سے لوگ پہچانتے ہیں۔ اور سرکاری دفاتر میں بھی ان کے خطوط موجود ہیں۔ مجلس اتحاد ملت میں بھی ان کے خطوط موجود ہیں۔ پس حکومت اور رعایا اس خط کو دیکھ کر خود فیصلہ کرینگے کہ یہ خط جعلی ہے یا وہ اعلان جعلی ہے۔ جو اخبارات میں شائع ہوا ہے۔ میرے بعض دوستوں کا منشا ہے کہ اس خط کا فوٹو اتروا کر صرف لاگت پر مسلمانوں میں تقسیم کیا جائے۔ اگر یہ سکیم مکمل ہو گئی تو اور بھی زیادہ یقین سے لوگوں کو معلوم ہو جائیگا۔ کہ یہ خط بناوٹی یا جعلی نہیں۔ بلکہ مولوی مظہر علی صاحب اظہر ہی کا ہے۔ بلکہ جو واقف کار لوگ ہیں۔ وہ تو بغیر فوٹو یا چربہ کے دیکھنے کے اس کے مضمون سے ہی سمجھ جائیں گے کہ یہ خط مولوی مظہر علی صاحب اظہر کا ہے کیونکہ اس کا مضمون ہی پھوٹ پھوٹ کر بتا رہا ہے۔ کہ اس کا لکھنے والا مجلس احرار کے سکرٹری کے سوا اور کوئی نہیں"

میں مولوی صاحب کو نصیحت کرتا ہوں کہ وہ حقیقت پر پردہ ڈالنے کی بجائے توبہ اور استغفار سے کام لیں۔ اور اس دنیا کو بچانے کی بجائے آخرۃ کی فکر کریں۔ کہ یہ دنیا چند روزہ ہے۔ اور آخر خدا تعالےٰ سے ہی معاملہ پیش آتا ہے۔

مسلمان ان سے جو سلوک کرینگے۔ اسے تو اللہ تعالےٰ ہی جانتا ہے۔ مگر جو سلوک اللہ تعالےٰ ان سے کرے گا۔ وہ ظاہر ہے خانۂ خدا کی حمائت کو محض اس وجہ سے چھوڑ دینا کہ مولوی ظفر علی خاں کا نام نہ ہو جائے۔ اور اس کی حمائت سے اس لئے دستکش ہونا اور دوسروں کو دست کش کرانا کہ کہیں مجلس احرار اور اس کے عہدہ داروں کے وقار کو صدمہ نہ پہنچے کوئی ایسا امر نہیں۔ جس کی جزا پوشیدہ ہو۔ جس کی سزا مخفی ہو۔ پس وہ مختلف بہانوں سے لوگوں کو تو دھوکا دے سکتے ہیں مگر خدا تعالےٰ کو دھوکا نہیں دے سکتے مظہر علی صاحب شیعہ ہیں۔ اس وجہ سے خاندان نبوی کے حالات سے وہ اچھی واقف ہوں گے۔ اور انہیں یہ واقعہ معلوم ہوگا۔ کہ جب ابرہہ نے اصحاب فیل کیساتھ خانہ کعبہ پر حملہ کیا۔ اور آخر بیماریوں کے حملہ سے تنگ آکر اس ارادہ سے باز رہنے کا فیصلہ کیا۔ تو اس نے سیدی و آقائی حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کے جدامجد حضرت عبدالمطلب کو اپنے پاس طلب کیا۔ اور کچھ دیر اِدھر اُدھر کی باتیں کرنے کے بعد کہا۔ کہ آپ مجھ سے جو کچھ مانگیں میں آپ کو دوں گا۔ انہوں نے فرمایا۔ کہ میرے سو اونٹ تمہارے آدمی پکڑ لائے ہیں۔ وہ واپس کردادیں ابرہہ کا خیال تھا۔ کہ وہ کہیں گے۔ کہ مکہ کو چھوڑ کر چلے جاؤ۔ اور میں اس بہانہ سے بغیر ندامت کے واپس چلا جاؤں گا۔ جب اس نے یہ جواب ان کا سنا۔ تو تیز ہو کر بولا۔ آپ سادانا ایسا سوال کرتا ہی حالانکہ آپ کا مقدس مقام خطرہ میں ہے حضرت عبدالمطلب نے جواب دیا۔ کہ میں نے آپ کی غرض کو خوب سمجھا تھا۔ اور میں نے یہ سوال جان بوجھ کر کیا تھا میرا مطلب آپ کو یہ بتانا تھا۔ کہ اگر عبدالمطلب کو اپنے اونٹوں کی فکر ہے تو کیا خدا تعالےٰ کو اپنے گھر کی فکر نہ ہوگی

مظہر صاحب! آپ بھی ہوشیار ہو جائیں۔ آپ نے اپنے گھر کی فکر کر لی۔ اور مجلس احرار کے وقار کے لئے مسجد شہید گنج کو گرنے دیا۔ اب ہوشیار ہو جایئے۔ کہ اس گھر کا بھی کوئی مالک ہے۔ وہ بھی اپنے گھر کی فکر کرے گا۔ اور اگر مجلس احرار نے توبہ سے اس کے غصہ کو دور نہ کردیا۔ تو اس وقت نہ مظہر صاحب کا گھر اور نہ چوہدری صاحب کا گھر اور نہ کسی اور احراری لیڈر کا گھر محفوظ رہے گا۔ اور اس انکشاف حقیقت کے بعد اگر کوئی مسلمان آپ لوگوں کا دوست رہ بھی گیا تو وہ آپ کی کوئی مدد نہ کرسکے گا۔ کیونکہ فَاِذَا نَزَلَ بِسَاحَتِهِمْ فَسَاءَ صَبَاحُ الْمُنْذَرِيْنَ (سورۃ صٰفّٰت)

جس وقت خدا کا عذاب کسی قوم کے گھر پر اترتا ہے۔ تو ان کی صبح بہت ہی بری ہوتی ہے۔

المشتہر

کامریڈ محمد حسین۔ امرت سر

تحریک قرضہ چالیس ہزار ۴۰۰۰۰

احباب کرام مطلع ہوں کہ جو روپیہ متذکرہ بالا تحریک میں مخلص احباب نے قرض دیا تھا اس کا حسب وعدہ جنوری ۱۹۳۷ء سے واپس دیا جانا شروع ہو گیا ہے۔ اور ماہ جنوری میں مندرجہ ذیل احباب کو تیرہ سو روپے کی رقم واپس کردی جاچکی ہے۔ یا دی جا رہی ہے۔ بابو محمد حسین صاحب اپڈ ویژن اسسٹنٹ آرٹس کوئٹہ ۵۰۰ روپے حکیم سراج الدین صاحب بھاٹی دروازہ لاہور ۱۰۰ روپے۔ قاضی عبدالسلام صاحب بھٹی افریقہ ۲۰۰ روپے۔ قاضی الدین محمد یوسف صاحب پشاور ۴۰۰ روپے۔ مسٹر غلام کبریا صاحب آرٹس فیروزپور ۱۰۰ روپے

(ناظر بیت المال قادیان)

امیر غیر مبائعین کے اندھا دھند اعتراضات

مولوی محمد علی صاحب امیر غیر مبائعین

جب حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کے خلاف غیظ و غضب کا بے تحاشا اظہار کرتے ہیں۔ تو اتنا بھی غور و تدبر سے کام نہیں لیتے۔ کہ اس کی زد کہاں جاکر پڑے گی۔ بلکہ جس طرح غیر احمدی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مخالفت میں اندھا دھند اعتراضات کئے جاتے ہیں۔ اور نہیں دیکھتے۔ کہ ان کا حملہ کسی پہلے نبی کی عزت یا تعلیم پر تو نہیں پڑتا اسی طرح مولوی صاحب بھی اس بات کی کوئی پروا نہیں کرتے۔ کہ ان کے اعتراضات یا خیالات کی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ذات حضور کی تحریرات اور پیشگوئیوں پر کیسی زد پڑتی ہے۔ اگر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے معاندین سلسلہ احمدیہ کو (نعوذ باللہ) ایک "کمپنی" یا "دنیاوی مجلس" قرار دیتے ہیں۔ تو مولوی صاحب نے بھی ان کی تائید کرتے ہوئے جماعت احمدیہ کے نظام اور کام کو "دیال باغ" سے مشابہ قرار دے دیا ہے۔ اگر وہ قادیان کی ترقی اور وسعت پر اعتراض کرتے ہیں تو مولوی صاحب نے بھی کوئی کسر نہیں چھوڑی۔ اگر قادیان کی ترقی اور جماعت احمدیہ کی مالی مشکلات کو دور کرنے کے لئے کوئی کوشش کی جاتی ہے۔ تو اس پر بھی اشاعت اسلام کے دعویدار مولوی صاحب یہ شور مچانا شروع کردیتے ہیں۔ کہ تبلیغ اسلام کو چھوڑ کر اپنے آرام و آسائش کے سامان کئے جارہے ہیں۔ حالانکہ اگر ایک طرف سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی ان تحریکات کو رکھا جائے جن میں حضور نے جماعت سے ترقی اسلام کی خاطر مالی اور جانی قربانیاں کرنے کا مطالبہ کیا ہے۔ اور آرام و آسائش کی زندگی ترک کردینے پر زور دیا ہے۔ یعنی سادہ اور معمولی لباس پہننے اور ایک کھانا کھانے کا ارشاد فرمایا ہے۔ اور دوسری طرف مولوی صاحب کا یہ فقرہ دہرایا جائے کہ "یہ دیال باغ جیسی سکیمیں کچھ چیز نہیں۔ کلمہ حق پھیلے یا نہ پھیلے ہماری دنیا اچھی ہو جائے۔ ہمیں کھانے اور پہننے کو اچھا ملے۔ یہ ہے ان سکیموں کا مقصد" تو مولوی صاحب کی حق پوشی کینہ توزی اور عداوت بالکل واضح ہو جاتی ہے۔ گویا مولوی صاحب کے نزدیک امیر سے امیر احمدی کا زیادہ کھانوں کی بجائے صرف ایک کھانے پر اکتفا کرنا دنیا داری ہے۔ اگر کوئی شخص اپنی زندگی خدمتِ دین کے لئے وقف کرکے اپنے والدین اپنے عزیزوں رشتہ داروں اور دوستوں کو چھوڑ کر دور غیر ممالک میں تبلیغ اسلام کے لئے جاتا ہے۔ تو یہ بھی دنیا داری ہے۔ اگر کوئی شخص اپنی آمدنی کا بیشتر حصہ خدمت دین میں دیتا ہے۔ تو یہ بھی دنیا داری ہے۔ اور وہ بالفاظ مولوی محمد علی صاحب اپنی دنیا اچھی کرتا ہے۔ اگر کوئی شخص بیرونی سکولوں کو چھوڑ کر اپنے بچے کو دینی تعلیم اور اسلامی اخلاق سکھانے کے لئے قادیان بھیجتا ہے۔ تو یہ بات بھی دنیا داری میں شامل ہے۔ اور اگر وہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پیشگوئی کو پورا کرنے کے لئے اور قادیان کے فیوض اور برکات سے متمتع ہونے کی خاطر قادیان میں مکان بناتا ہے۔ اور وہیں سکونت اختیار کرتا ہے۔ تو مولوی صاحب باوجود حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو خدا تعالےٰ کا مامور ماننے کا ادعا کرنے کے اسے بھی "دنیا اچھی کرنا" ہی کہتے ہیں لیکن ان کا ڈہوزی کی چوٹی پر شاندار کوٹھی تعمیر کرنا دین کی خدمت اور اسلام کی اشاعت کرنا ہے

پھر اگر کوئی شخص، اپنے وطن کو چھوڑ کر سلسلہ کے نظام میں مدد دینے کی خاطر قادیان میں سکونت اختیار کر لیتا ہے۔ تو یہ بھی دنیا کی خاطر ہے۔ اگر مولوی صاحب کی اس بے ہودہ سرائی کو درست مان لیا جائے۔ تو ہمیں معلوم نہیں۔ مولوی صاحب کے نزدیک حضرت مسیح موعود علیہ السلام جو علم لائے۔ اس کو پھیلانا اور دجال و عیسائیت کو مغلوب کرنا کیا چیز ہے۔ یہ درست ہے۔ کہ ہماری کامیابی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تعلیم کو پھیلانے میں ہی مضمر ہے۔ مگر سوال یہ ہے۔ کہ علاوہ ان سکیموں کے جو حضرت امیر المومنین کو اللہ تعالیٰ نے بتائیں۔ وہ کون نرالا طریق مولوی صاحب نے ایجاد کیا ہے جس کے ذریعے یہ کام سرانجام دیا جا سکتا ہے۔ کیا یہ کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تحریرات کے صریح خلاف اوراق سیاہ کئے جائیں۔ اور ان میں حضور علیہ السلام کو "سخت غلطی خوردہ" قرار دیا جائے۔ پھر کیا مولوی صاحب کے نزدیک حضور علیہ السلام جو "علم" دنیا میں لائے وہ یہ ہے کہ خدمت دین یا اشاعت اسلام کے نام سے کتابیں لکھی جائیں یا تقریریں کی جائیں مگر ان میں نہ صرف یہ کہ حضور کے دعوے تک کا ذکر نہ کیا جائے۔ بلکہ آپ کے دعاوی کی مخالفت کی جائے اور حضور کے عقاید کے بالکل برعکس عقائد پیش کئے جائیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام تو اپنے آپ کو "نبی" قرار دیں۔ اپنے بعد خلافت کو تسلیم کریں۔ حضرت مسیح علیہ السلام کی پیدائش کو بن باپ بتائیں اور اسے اپنے عقائد میں داخل کریں۔ منکرین کو گذشتہ انبیا کے منکرین کے مشابہ قرار دیں۔ لیکن مولوی صاحب ان عقائد پر خط تنسیخ کھینچ دیں۔ کیا اسی کا نام اشاعت اسلام یا بالفاظ دیگر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دیئے ہوئے علم کو پھیلانا ہے۔ اگر خدمت دین کے نام پر کتابیں شائع کر کے اپنی ذاتی آمدنی کو بڑھانا اشاعت اسلام ہے۔ اور حضور کی اولاد اور حضور کے مقدس خلیفہ سے عداوت رکھنا اور ان کی مخالفت کرنا آپ کے مشن کے مرکز آپ کے مولد و مدفن کی ترقی میں روک ڈالنا رسالہ "الوصیۃ" پر عمل نہ کرنا "اسمہ احمد" کا مصداق آپ کو نہ قرار دینا شعائر اللہ کی ہتک کرنا حضور کے قائم کردہ بہشتی مقبرہ سے برکات حاصل نہ کرنا ہی حضرت مسیح موعود کے لائے ہوئے علم کو پھیلانا ہے۔ تو ہمیں خدا ایسے علم کے پھیلانے سے محفوظ رکھے۔ اللہ تعالیٰ تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو آپ کی وفات سے قبل جماعت کے متعلق یہ خبر دیتا ہے۔ کہ ان اللہ یحمل کل حمل کہ اے مسیح موعود تو اپنے بعد اپنی جماعت کا فکر نہ کر اس بوجھ کو تیرے بعد میں اٹھاؤں گا۔ اور تیری جماعت کی باگ ڈور میرے ہاتھ میں ہوگی۔ مگر دوسری طرف مولوی محمد علی صاحب آج حضور علیہ السلام کی جماعت کے بیشتر حصے کو "ضال" "دنیا کمانے والے" اور غلط عقائد رکھنے والے قرار دیتے ہیں ان کی قربانیوں اور اخلاص کو "دیال باغ" کے نظام سے مشابہ کہتے ہیں۔ اگر مولوی صاحب کے نزدیک حضرت مسیح موعود علیہ السلام سچے ہیں۔ اور آپ کا یہ الہام اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے۔ تو پھر ان کو یہ بھی تسلیم کرنا پڑے گا۔ کہ اللہ تعالیٰ نے (نعوذ باللہ) اپنا یہ وعدہ کہ اے مسیح تیری جماعت کا تیرے بعد میں کفیل ہوں۔ یعنی اسے غلط راہ پر نہیں چلنے دوں گا۔ پورا نہیں کیا۔ اور نعوذ باللہ وعدہ خلافی کی۔

اگر مولوی صاحب فرمائیں کہ یہ وعدہ ان کے ذریعہ پورا ہو رہا ہے۔ تو یہ بالکل غلط ہے۔ کیونکہ اس طرح کہنا پڑے گا کہ جماعت کی اکثریت خراب ہو چکی ہے۔ لہٰذا وعدہ پورا نہ ہوا۔ اس کے پورے ہونے کی یہی صورت ہے۔ کہ جماعت احمدیہ خدا تعالیٰ کے فضل سے صحیح عقائد پر قائم ہے اس کی سکیموں اس کے نظام اور اس کے افراد کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی مدد شامل ہے۔ کاش مولوی صاحب اس پر غور کریں۔ خاکسار

بیکاری سے بچو اور کچھ نہ کچھ کرو

(از جناب عبدالرحمٰن خان صاحب بی۔ کام آڈیٹر جنرل آفس نیو دہلی)

تحریک جدید کی اہمیت

اگر کوئی مجھ سے دریافت کرے۔ کہ موجودہ زمانہ میں احمدیت نے کیا کارنمایاں کیا ہے تو میں بلا تامل کہہ دوں کہ حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ کی "تحریک جدید" اس کے ایک ایک جزو پر اس کے الہامی ہونے کی مہر ثبت ہے جتنا بھی اس پر غور کرتا ہوں۔ اس کے ہمہ گیر فوائد زیادہ سے زیادہ ذہن میں مرتسم ہوتے جاتے ہیں۔ ہر مطالبہ اپنے اندر کئی خوبیاں رکھتا ہے۔ جو ایک قوم کی تعمیر کے لئے ضروری ہیں۔ خدا کی مقدس جماعت انہی ہتھیاروں اور انہی حربوں سے دنیا پر غلبہ حاصل کرے گی۔ اور یہی مطالبات خدا تعالےٰ کی خوشنودی حاصل کرنے کا ذریعہ بنیں گے۔

پھر دنیا کا کوئی شعبہ ایسا نہیں جس میں اس تحریک پر عمل پیرا ہو کر کامرانی حاصل نہیں کی جا سکتی۔ کیا معاشیات اور کیا اقتصادیات۔ کیا سیاست اور کیا مذہب۔ غرض یہ ایک سنہری کنجی ہے جس سے کامیابیوں کے سب تالے کھل سکتے ہیں۔

روزولٹ اگر ملک کی اقتصادی حالت کی درستگی کے لئے "تحریک جدید" پیش کرتا ہے تو دنیا عش عش کرنے لگ جاتی ہے۔ ہر ہٹلر اگر قوم کو قعر مذلت سے نکالنے کے لئے قدم اٹھاتا ہے تو دنیا میں تہلکہ مچ جاتا ہے۔ مسولینی اگر روما کی کھوئی ہوئی شوکت کو پھر اسی شان میں دیکھنے کے لئے تجاویز پیش کرتا ہے۔ تو دنیا دنگ رہ جاتی ہے۔ مگر ہمارے روحانی آمر حضرت امیر المومنین نے سب کچھ اسی ایک تحریک جدید میں شامل کر دی ہیں۔ اسی میں بیکاری کا حل ہے۔ اسی میں اقتصادی ترقی کا راز ہے اسی میں سیاسی شوکت کے حصول کے ڈھنگ ہیں اور سب سے بڑی بات اس میں مالک حقیقی تک پہنچنے کا سیدھا راستہ ہے۔ فرق صرف اتنا ہے۔ کہ وہ دنیاوی سلطنتوں کی فکر میں ہیں مگر ہمارے آقا صدیوں سے کھوئی ہوئی خدائی سلطنت کے قیام کی دھن میں ہے۔ وہ جبر و تشدد کی تلوار سے کام چلاتے ہیں۔ مگر یہ اپنی روحانی قرنا کی آواز سے دلوں کو مسحور کر رہا ہے۔

بیکار نہ رہو

میں اس وقت صرف سترھویں مطالبہ بیکار نہ رہو۔ پر مختصراً کچھ عرض کرتا ہوں بیکاری بھی حکما کے نزدیک ایک متعدی مرض ہے۔ ایک بیکار خود تو ڈوب رہا ہوتا ہے ساتھ اوروں کو بھی لے ڈوبتا ہے۔ دنیا جہان کی قباحتیں اور بدیاں بے کار شخص کی مربی و خاص مہربان ہوتی ہیں۔ محنت سے کنارہ کشی۔ روحانیت سے بیگانگی۔ مذہب سے ناآشنائی۔ آوارگی۔ بد صحبت اور بزدلی اس کی علامت ہیں۔ مریض بیکاری کی پینگ میں ہاتھ ہلانا موت کے مترادف تصور کرتا ہے علاوہ ازیں بے کار رہنا ایک بڑا قومی جرم ہے۔ اگر ایک قوم میں ایک ہزار

بیکار ہیں۔ اور ہر ایک کم از کم آٹھ آنے روزانہ کمانے کی اہلیت رکھتا ہے۔ تو گویا ہر روز پانچسو روپے یا تقریباً دو لاکھ روپے سالانہ نقصان ہو رہا ہے۔ یہ ایک کم از کم اندر معمولی سے معمولی اندازہ ہے۔ اور دراصل حقیقت اس سے بہت زیادہ ہے۔ علاوہ اس بھاری نقصان کے بیکار قوم پر ایک بوجھ بنے ہوئے ہیں۔

نوجوان قوم کی ریڑھ کی ہڈی سمجھے جاتے ہیں۔ ان سے ہی قوم کا کیرکٹر بنتا ہے ان سے ہی قوم کے راہنما پیدا ہوتے ہیں اور ان سے ہی قوم کی امیدیں وابستہ ہوتی ہیں۔ اب غور کرو کہ یہی ریڑھ کی ہڈی کمزور ہو تو قوم کے جسم کی کیا حالت ہو گی۔

انگریز اپنے قومی کیریکٹر کے لئے بھی مثال کے طور پر پیش کئے جا سکتے ہیں۔ ان میں بیکار سے بیکار بھی کچھ نہ کچھ ضرور کرتا ہے۔

بعض نوجوان موزوں جگہ نہ ملنے کے باعث بیکار رہنا پسند کرتے ہیں۔ ان کو معلوم نہیں کہ حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کے اس مطالبہ میں مخاطب ہی ایسے لوگ ہیں۔

دنیا میں اکثر بڑے آدمی چھوٹے چھوٹے کاموں سے بام عروج پر پہونچے۔ امریکہ کی جمہوریت کا صدر مسٹر ابراہیم لنکن پہلے جوتے مرمت کیا کرتا تھا۔ موجودہ زمانہ کے قارون میسرز روک فیلر اور ہنری فورڈ بھی پہلے مزدور ہی تھے۔ جو محنت اور جانفشانی سے ترقی کے اس زینہ پر پہونچے۔ پس اگر ایک پیسہ بھی روزانہ کما سکتے ہو۔ تو بیکار رہنے سے بہتر ہے۔ اب سوچو کہ کیا تم میں ایک پیسہ روزانہ کمانے کی بھی اہلیت نہیں ہے؟

تعلیم یافتہ اکثر محنت مزدوری کے کاموں سے اجتناب کرتے ہیں۔ مگر اصلی تعلیم کا فائدہ "وقار مزدوری" (Dignity and Labour) میں ہے۔ نہ کہ بے ہنری میں۔ تعلیم کے معنی دماغ کو روشن کرنے کے ہیں۔ نہ کہ خراب کرنے کے ہیں تو اس ان کے انتظار میں ہوں جب

بی اے بنے چار تو ایم اے ہو ہار ہو
پھر دیکھئے زمانہ میں کیسی بہار ہو

بیکار کے لئے کام

اکثر نوجوان موزوں کام نہ ملنے کا رونا روتے ہیں۔ اگرچہ خوئے بد را بہانہ بسیار کا کوئی علاج نہیں۔ تاہم چند ایک کام جو تھوڑے سے سرمایہ و محنت سے چل سکتے ہیں۔ درج ذیل کرتا ہوں۔

اول ایجنسی کا کام ہے جو نہایت منفعت بخش ہے۔ اس سے بڑی تجارت کے متعلق ٹریننگ بھی خود بخود ہو جاتی ہے۔ ایجنسی کی بہت سی قسمیں ہیں۔

۱۔ امپورٹ ایکسپورٹ ایجنسی۔
۲۔ مقامی کارخانہ داروں کی ایجنسی۔
۳۔ بڑی تجارتی فرموں کی سب ایجنسی
۴۔ کسی خاص تجارت یا چیز کی سپیشل ایجنسی۔
۵۔ مختلف چیزوں کی بیک وقت ایجنسی
۶۔ کنوسینگ اور چیزوں کے آرڈر حاصل کرنے کی ایجنسی۔

ایجنٹ تنخواہ پر یا کمیشن یا دونو پر کام کرتے ہیں۔ مگر اکثر کمیشن ایجنٹ ہی ہوتے ہیں۔ اس کے لئے مارکیٹ کا گہرا مطالعہ۔ ملک کی اقتصادی حالت کا جائزہ ایجنسی کی چیز سے اچھی واقفیت۔ کنوسنگ کا ملکہ۔ محنت اور استقلال کی ضرورت ہے۔ شروع میں کام مشکل نظر آتا ہے مگر محنت سے جلد ہی واقفیت ہو جاتی ہے پہلے ایجنسی کے متعلق کتب کا مطالعہ مفید رہتا ہے۔ پھر کسی فرم میں تجربتہً کام کرنا چاہئیے۔ اور کام کی اونچ نیچ سے اچھی طرح واقفیت حاصل کرنی چاہئیے۔

پھر اپنے لئے کسی کام کا انتخاب کر کے [illegible] و [illegible] اور دیگر تجارتی رسائل کا مطالعہ رکھیں۔ اور جن نئی چیزوں کا ان میں اشتہار ہو۔ اپنی حسب منشا منتخب کر کے ان کے متعلق ایجنسی کا فیصلہ کریں۔

۲۔ نیلام کا کام ہے۔ اس کے ساتھ مکانوں کی ایجنسی کا کام بھی ہو سکتا ہے۔ شروع شروع میں تھوڑے سرمایہ اور معمولی ٹریننگ کی ضرورت ہے۔ بہت فائدہ مند تجارت ہے جیسی محنت تجربہ کی بھی ضرورت ہے۔

۳۔ تصنیف کا کام ہے۔ جن کو ادبی دلچسپی ہو۔ ان کے لئے بہترین کام ہے۔ بڑے بڑے اخباروں کے معمولی نامہ نگار کافی کما لیتے ہیں۔ نام مفت میں مشہور ہو جاتا ہے۔ اس میں اعلےٰ تعلیم۔ ادبی تجربہ و عام واقفیت کی کافی ضرورت ہے۔

۴۔ پرندے پالنا بھی ایک کام ہے بعض معمولی پرندوں کی کافی قیمتیں وصول ہوتی ہے۔ اگرچہ ان کی مانگ کم ہے مگر سپلائی اس سے بھی کم ہے۔ ہندوستان میں ایسی تجارت کے لئے بہت گنجائش ہے

۵۔ ڈیری فارم ہے۔ بڑے شہروں میں خالص دودھ مکھن کی بہت کھپت ہوتی ہے۔ تھوڑے سے تجربہ سے کام شروع کیا جا سکتا ہے۔ مگر سرمایہ کافی درکار ہے۔ کم از کم آٹھ سو روپے معمولی ڈیری فارم کھولنے کے لئے ضروری ہے

۶۔ دندان سازی ہے۔ بہت سے کالج ٹریننگ دیتے ہیں۔ معمولی تعلیم والے اچھی آمدنی پیدا کر سکتے ہیں۔

۷۔ ایکسپورٹ ٹریڈ ہے۔ اس کے لئے تجارتی تجربہ اور میلان کی بہت ضرورت ہے۔ دور کے ملکوں سے نہیں تو افغانستان۔ ایران۔ کشمیر۔ بلوچستان سے تجارتی تعلقات بآسانی قائم کئے جا سکتے ہیں۔ جن چیزوں کی وہاں مانگ ہے وہ مہیا کر کے وہاں کی مشہور چیزیں تبادلہ میں خریدی جا سکتی ہیں۔

۸۔ ہوٹل و ریسٹ روم ہے۔ یہ بھی ایک مفید اور فائدہ مند کام ہے۔ اس کے لئے دوسروں سے کام لینے و نگرانی کرنے میں مہارت کافی ہونی چاہئیے۔

۹۔ ڈاک کے ذریعہ تجارت ہے (یا اشتہاری تجارت) بہت مقبول ہو رہی ہے۔ ہندوستان میں ابھی اس کے لئے بہت وسیع میدان ہے۔

یہ تجارت ہر چیز کی ہو سکتی ہے۔ مگر ایمانداری سب سے پہلا اصول ہونا چاہئیے۔ ورنہ جلد فیل ہونے کا اندیشہ ہے۔

۱۰۔ مصوری ہے۔ جس کو شوق ہو وہ اس میں مہارت حاصل کر کے آمدنی پیدا کر سکتا ہے۔

۱۱۔ کٹنگ اور فٹنگ ہے۔ پڑھے لکھے درزیوں کی آج کل بہت ضرورت ہے۔ ولایت سے پڑھ کر بہت سے درزی آ رہے ہیں۔ مالی لحاظ سے سب سے منفعت بخش کام ہے۔

اس کے علاوہ بیسیوں اور ایسے کام ہیں۔ جو جستجو سے معلوم کئے جا سکتے ہیں۔

مندرجہ بالا امور کے متعلق اگر کتابوں یا رسالوں کے نام یا دیگر کسی قسم کی واقفیت کی ضرورت ہو۔ تو خاکسار ہر طرح کی خدمت کرنے کو تیار ہے۔ جواب کے لئے ہمراہ ٹکٹ آنا ضروری ہے۔ مضمون کے طویل ہو جانے کے خوف سے صرف نام لکھ دیئے ہیں۔ باقی تفصیلات جستجو سے معلوم ہو سکتی ہیں۔

جلسہ سالانہ ۱۹۳۶ء پر بیعت کرنیوالوں کی فہرست

فرشتے پاک دلوں کو احمدیت میں لا رہے ہیں

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنے متعلق خدا تعالیٰ کی تائید و نصرت اور مخالفین کی ناکامی و نامرادی کا ذکر کرتے ہوئے انہیں مخاطب کر کے تحریر فرماتے ہیں۔

"دیکھو صدہا دانشمند آدمی آپ لوگوں کی جماعت میں سے نکل کر ہماری جماعت میں ملتے جاتے ہیں۔ آسمان پر ایک شور برپا ہے۔ اور فرشتے پاک دلوں کو کھینچ کر اس طرف لا رہے ہیں۔ اب اس آسمانی کارروائی کو کیا انسان روک سکتا ہے بھلا اگر کچھ طاقت ہے تو روکو وہ تمام مکر و فریب جو نبیوں کے مخالف کرتے رہے ہیں۔ وہ سب کرو اور کوئی تدبیر اٹھا نہ رکھو۔ ناخنوں تک زور لگاؤ۔ اتنی بددعائیں کرو کہ موت تک پہنچ جاؤ۔ پھر دیکھو کیا بگاڑ سکتے ہو۔" (ضمیمہ اربعین نمبر ۴ صفحہ ۷)

۱۱۵ ظفر اللہ خان صاحب ضلع گوجرانوالہ
۱۱۶ محمد امیر صاحب 〃 سرگودہا
۱۱۷ عبد الرحمن صاحب 〃 گورداسپور
۱۱۸ عبد الرشید خان صاحب 〃 〃
۱۱۹ فیض محمد صاحب 〃 〃
۱۲۰ برکت علی صاحب 〃 〃
۱۲۱ خیر دین صاحب 〃 منٹگمری
۱۲۲ نور محمد صاحب 〃 شیخوپورہ
۱۲۳ محمد شریف صاحب 〃 〃
۱۲۴ محمد خان صاحب 〃 〃
۱۲۵ محمد خان صاحب 〃 〃
۱۲۶ علی اکبر خان صاحب 〃 〃
۱۲۷ محمد علی صاحب 〃 〃
۱۲۸ جلال دین صاحب 〃 〃
۱۲۹ شیر محمد صاحب 〃 〃
۱۳۰ ولی محمد صاحب 〃 〃
۱۳۱ محمد شریف صاحب 〃 〃
۱۳۲ بہادر خان صاحب 〃 〃
۱۳۳ نور محمد صاحب 〃 〃
۱۳۴ شیر محمد صاحب 〃 〃
۱۳۵ چوہدری اللہ بخش صاحب ضلع گورداسپور
۱۳۶ میاں خان صاحب 〃 گجرات
۱۳۷ محمد رمضان صاحب 〃 سرگودہا
۱۳۸ نذیر احمد صاحب 〃 گورداسپور
۱۳۹ محمد حسین صاحب 〃 〃
۱۴۰ غلام محمد صاحب 〃 〃
۱۴۱ محمد شریف صاحب 〃 〃
۱۴۲ محمد فاضل صاحب 〃 〃
۱۴۳ غلام محمد صاحب 〃 〃
۱۴۴ سردار محمد صاحب 〃 سرگودہا
۱۴۵ مبارک علی صاحب 〃 امرتسر
۱۴۶ غلام رسول صاحب 〃 سرگودہا
۱۴۷ چراغ شاہ صاحب 〃 〃
۱۴۸ محمد شریف صاحب 〃 گوجرانوالہ
۱۴۹ محمد ابراہیم صاحب 〃 سیالکوٹ
۱۵۰ فضل دین صاحب 〃 گوجرانوالہ
۱۵۱ محمد حسین صاحب 〃 گجرات
۱۵۲ محمود احمد صاحب 〃 لائل پور
۱۵۳ موسیٰ خان صاحب 〃 سیالکوٹ
۱۵۴ محمد شفیع صاحب 〃 〃
۱۵۵ عبد الغنی صاحب 〃 گوجرانوالہ
۱۵۶ محمد عبد اللہ صاحب 〃 〃
۱۵۷ سراج الدین صاحب 〃 〃

۱۵۸ مولا بخش صاحب ضلع گجرات
۱۵۹ غلام محمد صاحب 〃 گوجرانوالہ
۱۶۰ عبد الرحمن صاحب 〃 ہزارہ
۱۶۱ عبد القادر صاحب 〃 〃
۱۶۲ سلطان احمد صاحب 〃 سیالکوٹ
۱۶۳ محمد موسیٰ صاحب 〃 〃
۱۶۴ فراز صاحب 〃 〃
۱۶۵ محمد اسلم صاحب 〃 گجرات
۱۶۶ تاج الدین صاحب 〃 ملتان
۱۶۷ مولاداد صاحب 〃 〃
۱۶۸ سردار خان صاحب ضلع لائل پور
۱۶۹ نور احمد صاحب 〃 〃
۱۷۰ نور محمد صاحب 〃 〃
۱۷۱ فضل دین صاحب 〃 لاہور
۱۷۲ شوق محمد صاحب 〃 〃
۱۷۳ نواب شاہ صاحب 〃 سرگودہا
۱۷۴ چوہدری نور محمد صاحب 〃 گورداسپور
۱۷۵ عبد الحکیم صاحب ضلع جہلم
۱۷۶ علی احمد صاحب 〃 گورداسپور
۱۷۷ نیر علی صاحب 〃 کشمیر
۱۷۸ غلام محمد صاحب 〃 فرید کوٹ
۱۷۹ غلام رسول صاحب ضلع گوجرانوالہ
۱۸۰ برکت علی صاحب 〃 گورداسپور

۱۸۱ غلام قادر صاحب ضلع سیالکوٹ
۱۸۲ خدا بخش صاحب 〃 〃
۱۸۳ غلام رسول صاحب 〃 گوجرانوالہ
۱۸۴ مہر دین صاحب 〃 گورداسپور
۱۸۵ محمد امین صاحب 〃 گوجرانوالہ
۱۸۶ اسمٰعیل صاحب 〃 سیالکوٹ
۱۸۷ ابراہیم صاحب 〃 〃
۱۸۸ بشیر احمد صاحب 〃 لاہور
۱۸۹ محمد شریف صاحب 〃 سیالکوٹ
۱۹۰ رحمت علی صاحب 〃 گجرات
۱۹۱ بوٹا صاحب ضلع امرتسر
۱۹۲ نذیر صاحب 〃 سیالکوٹ
۱۹۳ سراج الدین صاحب 〃 〃
۱۹۴ باجا صاحب 〃 〃
۱۹۵ انور صاحب 〃 〃
۱۹۶ قطب الدین صاحب 〃 لاہور
۱۹۷ محمد رضوان صاحب ضلع میانوالی
۱۹۸ محمد بخش صاحب 〃 گورداسپور
۱۹۹ الیاس صاحب 〃 〃
۲۰۰ محمد صاحب 〃 گجرات
۲۰۱ عطا محمد صاحب 〃 ملتان
۲۰۲ الطاف الرحمن صاحب 〃 〃
۲۰۳ اسمٰعیل صاحب 〃 سیالکوٹ

۲۰۴ نواب دین صاحب ضلع سیالکوٹ
۲۰۵ محمد شریف صاحب 〃 〃
۲۰۶ باغ علی صاحب 〃 〃
۲۰۷ غلام محمد صاحب 〃 〃
۲۰۸ عبد الحکیم صاحب 〃 〃
۲۰۹ نور محمد صاحب 〃 〃
۲۱۰ غلام مصطفیٰ صاحب 〃 〃
۲۱۱ سراج الدین صاحب ضلع گورداسپور
۲۱۲ محمد اختر صاحب 〃 شیخوپورہ
۲۱۳ خدا بخش صاحب 〃 〃
۲۱۴ رستم صاحب 〃 جھنگ
۲۱۵ حفیظ اللہ صاحب 〃 ملتان
۲۱۶ غلام حسین صاحب 〃 شاہ پور
۲۱۷ شیر شاہ صاحب 〃 شیخوپورہ
۲۱۸ ملا صاحب 〃 گورداسپور
۲۱۹ فیض دستگیر صاحب 〃 〃
۲۲۰ عبد الحمید صاحب ضلع 〃
۲۲۱ نواب دین صاحب 〃 〃
۲۲۲ روڑا صاحب 〃 〃
۲۲۳ محمد لطیف خان صاحب 〃 〃
۲۲۴ محمد رمضان صاحب جموں
۲۲۵ نور محمد صاحب ضلع کیمبل پور
۲۲۶ غلام حسین صاحب 〃 سیالکوٹ
۲۲۷ طفیل احمد صاحب 〃 〃
۲۲۸ غلام رسول صاحب 〃 〃
۲۲۹ دین محمد صاحب 〃 ہوشیارپور
۲۳۰ عبد السلام صاحب 〃 گجرات
۲۳۱ راجہ شیر علی خان صاحب بارہ مولا کشمیر
۲۳۲ معراج الدین صاحب ضلع شیخوپورہ
۲۳۳ رمضان علی صاحب 〃 گورداسپور
۲۳۴ مستری عبد الکریم صاحب جموں
۲۳۵ امان اللہ صاحب ضلع امرتسر
۲۳۶ مرزا اسعد جنگ ہمایوں صاحب 〃
۲۳۷ غلام محمد صاحب ضلع جالندھر
۲۳۸ غلام حیدر صاحب 〃 گوجرانوالہ
۲۳۹ چوہدری محمد ظفر اللہ صاحب 〃
۲۴۰ غلام محی الدین صاحب 〃 ہوشیارپور
۲۴۱ حسن محمد صاحب جموں
۲۴۲ عبد الرشید خان صاحب ضلع ہوشیارپور
۲۴۳ عبد اللطیف صاحب 〃 جموں
۲۴۴ جلال الدین صاحب ضلع سیالکوٹ
۲۴۵ محمد صادق صاحب 〃 لاہور
۲۴۶ جلال الدین صاحب

(باقی)

161

حضرت خلیفۃ المسیح اولؓ کے مجرب نسخہ جات آپکے شاگرد کی دوکان سے

حبوب عنبری رجسٹرڈ

یہ گولیاں عنبر۔ مشک۔ موتی زعفران اور دیگر قیمتی اجزاء سے مرکب ہیں۔ ان کا استعمال ان لوگوں کے لئے ہے جن کی قوت رجولیت کم ہو چکی ہو۔ اعصاب سرد پڑ چکے ہوں۔ دل ٹھنڈا ہو گیا ہو۔ سرور مٹ گیا ہو چہرہ بے رونق۔ حافظہ کمزور اعضائے رئیسہ سرد پڑ گئے ہوں۔ کمر درد کرتا ہو۔ کام کرنے کو جی نہ چاہتا ہو۔ ایسی حالت میں حبوب عنبری کا استعمال بجلی کا اثر دکھاتا ہے۔ گئی ہوئی قوت واپس آجاتی ہے۔ دل میں خوشی و سرور پیدا ہوتا ہے۔ اعصاب یعنی پٹھے طاقتور ہو جاتے ہیں۔ اعضائے رئیسہ و شریفہ دل و دماغ طاقتور ہو جاتے ہیں۔ جسم فربہ اور چست و چالاک ہو جاتا ہے۔ گویا ضعیفی کی دشمن ہے۔ جوانی کی محافظ ہے۔ جائز حاجتمند آرڈر روانہ کریں۔

حبوب عنبری کے ایک بار کھانے سے چالیس سال تک مقوی ادویات سے چھٹی ہوتی ہے۔ قیمت ایک ماہ کی خوراک ۶۰ گولی پندرہ روپے۔

حب مفید النساء

یہ گولیاں عورتوں کی مشکل کشا ہیں۔ ان کے استعمال سے ایام ماہواری کی بے قاعدگی۔ کم آنا زیادہ آنا۔ ناف کا درد۔ کمر کا درد۔ کولہوں کا درد۔ ہتلی۔ قے چہرہ کی بے رونقی۔ چہرہ کی چھائیاں ہاتھ پاؤں کی جلن۔ اولاد کا نہ ہونا وغیرہ سب امراض دور ہو جاتے ہیں۔ اور بفضل خدا اولاد کا موہنہ دیکھنا نصیب ہوتا ہے۔ قیمت ایک ماہ کی خوراک ۶ر رعایتی ۴ر

مفرح مروارید عنبری

یہ ان قیمتی اجزاء سے مرکب ہے۔ موتی۔ یاقوت۔ زمرد زہر مہرہ۔ خطائی۔ عنبر اشہب۔ کستوری نیپالی۔ کشتہ عقیق کشتہ مرجان۔ کشتہ یشب۔ زعفران وغیرہ۔ یہ بے نظیر مرکب دل۔ دماغ۔ جگر کو طاقت دیتی ہے حافظہ کو بڑھاتی ہے۔ خفقان۔ نسیان کی دشمن ہے۔ خون کی کمی۔ سر کے چکروں کو دور کرتی ہے۔ دل میں خوشی و سرور پیدا کرتی ہے۔ دماغی کام کرنے والوں کے لئے اکسیر صفت ہے۔ دل کو قوی بدن کو موٹا چہرہ کو بارونق بناتی ہے۔ ایسی مستورات جن کا دل دھڑکتا ہو۔ رحم کمزور ہو۔ ضعف جگر ہو۔ اسقاط حمل یا اٹھرا کی شکایت ہو۔ ان کے لئے مسیحائی اثر رکھتی ہے۔ ایام ماہواری کی کمی بیشی کو اصلی حالت پر لاتی ہے۔ بوڑھے جوان۔ مرد۔ عورت۔ سب کے لئے اکسیر ثابت ہو چکی ہے۔

قیمت فی ڈبیہ پانچ تولہ (۱۲؍ ۳) تین روپیہ بارہ آنے

تریاق معدہ وامعاء

یہ اپنی لاجواب مفید ترین پوڈر ہے جس کے استعمال سے پیٹ کی ہر قسم کی شکایت کافور ہوتی ہے۔ درد شکم۔ اپھارہ۔ بدہضمی گڑگڑاہٹ۔ کھٹے ڈکار۔ متلی۔ قے۔ بار بار پاخانہ آنا۔ اور ہیضہ کیلئے تو اکسیر اعظم ہے۔ اسکا ہر گھر میں رہنا اشد ضروری ہے۔ ہر موسم میں اس کی ضرورت رہتی ہے۔ مندرجہ بالا بیماریوں کا تریاق ہے۔ قیمت دو اونس کی شیشی بارہ آنہ۔ علاوہ محصول

المشتہر

حکیم نظام جان شاگرد حضرت خلیفۃ المسیح اولؓ نور الدین اعظم اینڈ سنز دواخانہ معین الصحت قادیان

بعدالت عالیہ ہائیکورٹ اوف جوڈیکیچر بمقام لاہور

دیوانی ابتدائی مقدمہ ۵ سنہ ۱۹۳۷ء

بمعاملہ ایکٹ کمپنی ہائے ہندو مجریہ سنہ ۱۹۱۳ء اور دی جنرل ٹرانسپورٹ اینڈ کامرس لمیٹڈ (زیر لیکویڈیشن) راولپنڈی

اشتہار برائے قرضخواہاں

مذکورہ بالا کمپنی کے قرضخواہان کو اطلاع دی جاتی ہے۔ کہ وہ ۲۰ فروری سنہ ۱۹۳۷ء کو یا اس سے قبل اپنے نام اور پتے اور اپنے قرضہ جات یا مطالبات کی تفصیلات اور اگر ان کے مختار ہائے مجاز ہوں تو ان کے نام اور پتے میسرز دیوان حکم چند ساہنی اور بخشی دلیپ سنگھ جائنٹ آفیشل لیکویڈیٹران کمپنی مذکور اندر نواس مری روڈ راولپنڈی کو ارسال کر دیں۔ اور انہیں چاہیئے کہ اگر مذکورہ جائنٹ آفیشل لیکویڈیٹران یا ان کے مختار ہائے مجاز یا پلیڈروں کی طرف سے بذریعہ تحریری نوٹس ہدایت کی جائے۔ تو وہ ان تاریخوں میں جنکی ایسے نوٹسوں میں تخصیص کی گئی ہو۔ ہائیکورٹ آف جوڈیکیچر بمقام لاہور میں حاضر ہو کر اپنے قرضہ جات یا مطالبات کا ثبوت پیش کریں۔ اگر وہ ایسا نہیں کرینگے۔ تو انہیں کسی ایسی تقسیم کے مفاد سے جو ایسے قرضہ جات کے ثبوت سے پیشتر عمل میں آئے۔ محروم رکھا جائیگا۔

قرضہ جات اور مطالبات کی سماعت اور اصدار فیصلہ کیلئے ہائی کورٹ آف جوڈیکیچر بمقام لاہور میں **۵ مارچ سنہ ۱۹۳۷ء کو دس بجے دن کا وقت مقرر کیا گیا ہے**

آج بتاریخ ۲۸ جنوری سنہ ۱۹۳۷ء کو جاری کیا گیا۔

(مہر عدالت)

دستخط سی۔ ویب۔ ڈپٹی رجسٹرار

جھنگ مگھیانہ کے مشہور کھیسوں کا کارخانہ

میرے پاس نہایت ہی اعلیٰ خوبصورت پائیدار مختلف رنگوں اور نمونہ کے کھیسوں کا سٹاک موجود ہے۔ احباب کرام آرڈر دیکر احمدیہ کارخانہ سے فائدہ اٹھائیں مال حسب منشاء اور رعایتی قیمت پر ارسال خدمت ہوگا۔ نوٹ :۔ ریلوے سٹیشن اور ڈاکخانہ کا پورا پتہ تحریر فرماویں۔

ملنے کا پتہ قاضی غلام حسن احمدی متصل مسجد احمدیہ خطیب مسجد احمدیہ مگھیانہ جھنگ۔ پنجاب

اگر آپ کو اپنی رفیق بیوی سے محبت ہے

تو آپ کا فرض ہے۔ کہ اسکے حسن اور صحت کی حفاظت کریں۔ ہم آپ کو بتا دینا چاہتے ہیں۔ کہ عورت کے حسن اور صحت کو برباد کر دینے والی وہ خوفناک بیماری ہے جس کو سیلان الرحم کہا جاتا ہے۔ اس کی علامات یہ ہیں۔ کہ ایک سفید زردی مائل یا کسی اور رنگ کی رطوبت بہتی رہتی ہے جس سے عورت کی صحت اور حسن اور جوانی کا ستیاناس ہو جاتا ہے۔ سر میں چکر آنا۔ درد کمر بدن کا ٹوٹنا۔ رنگ زرد اور چہرہ بے رونق ہو جاتا ہے حیض بیقاعدہ کبھی کم اور کبھی زیادہ ہوتا ہے حمل قرار نہیں پاتا۔ اور اگر قرار پایا۔ تو قبل از وقت گر جاتا ہے۔ یا کمزور بچے پیدا ہوتے ہیں۔ یہ موذی مرض اندر ہی اندر جسم کو اس طرح کھوکھلا کر دیتا ہے جس طرح لکڑی کو گھن کھا جاتا ہے۔ اس خطرناک بیماری کے دفعیہ کیلئے دنیا بھر میں بہترین دوائی اکسیر سیلان الرحم ہے۔ اسکے استعمال سے پانی کا آنا بالکل بند ہو کر کامل صحت ہو جاتی ہے۔ اور چہرہ پر شباب کی رونق آجاتی ہے۔ اپنی کیفیت مرض لکھیئے۔ قیمت ڈھائی روپے ۸؍ ۲

نوٹ :۔ کیا ایک عالم سے بھی جھوٹے اشتہار کی امید ہے۔ فہرست دواخانہ مفت منگائیے

ملنے کا پتہ :۔ مولوی حکیم ثابت علی محمود نگر نمبر ۵ لکھنؤ

ہندوستان اور ممالک غیر کی خبریں!

میڈرڈ ۔ ۳۰ جنوری چار باغی طیارے کہر میں راہ گم کر کے سرکاری لائنوں کے پیچھے اتر گئے۔ فوج نے ان پر قبضہ کر لیا ایک طیارہ کا اطالوی طیارہ ران طیارہ کے زمین پر گر پڑنے سے ہلاک ہو گیا چاروں طیارے اطالوی ساخت کے تھے۔ خرابی موسم کے باوجود میڈرڈ کے سامنے محاذ پر رات کے وقت شدید بمباری کی گئی۔ جنوبی محاذ پر گولہ باری کی زیادہ شدت تھی۔

ماسکو ۔ ۳۰ جنوری ۔ مقدمہ سازش روس کا فیصلہ سنا دیا گیا ہے۔ ۱۳ ملزموں کو سزائے موت کا حکم سنایا گیا۔ کارل ریڈک سوکولنیکوف اور ریناڈ کو دس دس سال قید کی سزا دی گئی۔ اور سٹروئف کو آٹھ سال قید کی سزا دی گئی

پیرس (بذریعہ ڈاک) معلوم ہوا ہے۔ کہ فرانس کے دفتر خارجہ سے بعض ضروری کاغذات جن میں جرمنی کا ۱۹۱۴ء کا اعلان جنگ بھی تھا ایک محفوظ صندوق سے گم ہو گئے ہیں۔ بیان کیا جاتا ہے۔ کہ یہ کاغذات دفتر خارجہ کی ایک ملازم عورت نے چرائے ہیں۔ اس سلسلہ میں یہ بھی معلوم ہوا ہے۔ کہ بیرن روزن نامی ایک شخص کو اس کے دو دوستوں کے ساتھ گرفتار کیا گیا ہے۔ کیونکہ ان کے قبضے سے اسلحہ کی برآمد کی منظوری کے خالی سرٹیفکیٹ برآمد ہوئے ہیں جس کا مطلب یہ ہے۔ کہ اگر کوئی حکومت فرانس کے خلاف یہ ثابت کرنا چاہے۔ کہ اس نے اپنے ایجنٹ سپین میں اسلحہ بھیجے تو بڑی آسانی سے ثابت کر سکتی ہے۔

انگورہ ۔ ۳۰ جنوری دیہات میں تعلیم کی توسیع کی ضرورت محسوس کرتے ہوئے حکومت ترکی نے یہ انتظام کیا ہے۔ کہ دیہات میں تعلیم دینے کے لئے دیہاتی استادوں کو علیحدہ تربیت دی جائے حکومت کی متواتر کوششوں کے باوجود دس لاکھ کے قریب بچے بالکل ناخواندہ ہیں

پیرس ۔ ۳۰ جنوری ۔ فرانس میں پھر ہڑتال کے آثار نمایاں ہو رہے ہیں اور مزدور ایک بار پھر کام چھوڑنے کے لئے تیار ہو رہے ہیں۔ اطلاع موصول ہوئی ہے

کہ بعض مقامات پر پولیس اور مزدوروں کے گروہوں کے درمیان لڑائی بھی ہوئی

لنڈن (بذریعہ ڈاک) انگلستان کی عورتوں نے تحریک شروع کر رکھی ہے کہ حکومت انہیں سیاسی ملازمتوں میں بھی حصہ دے۔ چنانچہ انہوں نے کابینہ کے سامنے مطالبہ پیش کیا ہے کہ غیر ممالک کی سفارتوں میں انہیں بھی حصہ دیا جائے۔

نئی دہلی ۔ ۳۰ جنوری ۔ معلوم ہوا ہے۔ کہ ایوان والیان ریاست کی ہیئت آئینی نے نظام وفاقی میں شمولیت کے قانون کی پڑتال مکمل کر لی ہے۔ اور اب متعدد مقامی جماعتوں اور حیدری کمیٹی کی تجویز کی ہوئی حدود و شرائط کی روشنی میں اس نے اس فہرست پر غور کرنا شروع کر دیا ہے۔ جو وفاقی مجلس قانون ساز کے متعلق پیش کی گئی ہے۔

انگورہ (بذریعہ ڈاک) گزشتہ دسمبر کے دوران میں ادانہ میں جو تباہ کن سیلاب آیا۔ اس کے متعلق صحیح اعداد و شمار مہیا ہو گئے ہیں۔ دریائی طغیانی کی وجہ سے ادانہ کا نواحی علاقہ زیر آب ہو گیا۔ اور ہزاروں آدمی بے خانماں ہو گئے۔ شہر میں ۵۴۴ مکانات منہدم ہو گئے۔ اور ارد گرد کے علاقہ میں ۱۰۰۰ عمارتیں پانی کی نذر ہوئیں۔ چار ہزار پچاس آدمی بے گھر ہو گئے۔

کلکتہ ۔ ۳۰ جنوری ۔ بنگال میں ۸۴ کانگرسی امیدواروں میں سے ۳۴ کامیاب ہو گئے ہیں۔

نئی دہلی ۔ ۳۰ جنوری ۔ ایک سرکاری اعلان مظہر ہے۔ کہ گورنمنٹ ہند دفتر امور خارجہ کے ایک کلرک مسٹر بی ایس گپتا کو ملازمت سے برخواست کر دیا گیا ہے۔ اس کے خلاف یہ الزام تھا۔ کہ اس نے حکومت ہند کے ایک راز کا انکشاف کر دیا تھا۔

کراچی ۔ ۳۰ جنوری ۔ جیکب آباد سے اطلاع موصول ہوئی ہے۔ کہ کل ایک مسلمان نے ایک ہندو کو جس پر قرآن کریم کے ایک نسخہ کو پھاڑنے کا الزام تھا۔ قتل کر دیا ملزم گرفتار کر لیا گیا ہے۔

برلن ۔ ۳۰ جنوری ۔ آج ریشتاغ کا اجلاس ہوا۔ جس نے مزید چار سال کے لئے ہٹلر کو پریذیڈنٹ منتخب کر لیا ہے۔

امرتسر ۔ ۳۰ جنوری ۔ گیہوں حاضر ۳ روپے ۲ آنے سے ۳ روپے ۸ آنے تک۔ گیہوں چیت ۳ روپے ۱ آنہ ½ پہائی گیہوں ہاڑ ۲ روپے ۱۵ آنے ½ ۷ پائی نخود حاضر ۲ روپے ۴ آنے کھانڈ دیسی ۷ روپے ۲ آنے سے ۸ روپے ۶ آنے تک بنولے ۱ روپیہ ۴ آنے۔ کپاس ۶ روپے ۱۰ آنے روئی ۱۶ روپے ۴ آنے سونا دیسی ۳۵ روپیہ ۱۵ آنے چاندی دیسی ۵۱ روپے ۴ آنے ہے۔

فلورنس ۔ ۳۰ جنوری ۔ رومانیہ کے تخت کا وارث شہزادہ مائیکل جس کا اپنڈے سائٹس کی وجہ سے اپریشن کیا گیا تھا سخت بیمار ہے۔ اور اس کی حالت خراب ہو گئی ہے۔

نئی دہلی ۔ ۳۰ جنوری ۔ بنگال ناگپور ریلوے کی ہڑتال کے نتیجہ میں جنوری کے پہلے دس دنوں میں اس لائن پر آمدنی میں گذشتہ سال کے انہی ایام کی نسبت ۷ لاکھ روپیہ سے زائد کمی واقع ہوئی ہے ان ایام میں سوائے اس ریلوے کے کسی اور ریلوے کو خسارہ نہیں رہا۔

نیو یارک ۔ ۳۰ جنوری ۔ سیلاب زدہ علاقہ سے ۵ لاکھ اشخاص کو محفوظ مقام پر پہنچانے کی تمام تیاریاں مکمل کر لی گئی ہیں۔ اندازہ لگایا گیا ہے کہ ۵۰۰ اشخاص ہلاک ہوئے ہیں۔ اور ۴۰ کروڑ ڈالر کا نقصان ہوا ہے۔ اس وقت تک ۱۲۰ لاشیں دریائے اوہیو سے نکال لی گئی ہیں۔

ٹوکیو ۔ ۳۰ جنوری ۔ سابق گورنر جنرل یوگاکی نے چونکہ جاپان کی کابینہ مرتب کرنے سے انکار کر دیا ہے۔ اس لئے شاہ جاپان نے اب سابق وزیر حربیہ جنرل ہیاشی کو کابینہ مرتب کرنے کا حکم دیا ہے۔

کلکتہ ۔ ۳۰ جنوری ۔ گذشتہ سال ہندوستان میں گندم کے لئے رقبہ زیر کاشت ۳۴۷۶۰۰۰۰ ایکڑ تھا۔ ۳۷-۱۹۳۶ء میں ۳۳۱۶۷۰۰۰ ایکڑ ہے۔ رقبہ کاشت میں ۴ فیصدی کی کمی ہے

قاہرہ ۔ ۳۰ جنوری ۔ مصری وفد جو قاہرہ سے ۱۶ جنوری کو سوڈان روانہ ہوا تھا۔ سوڈان کے تجارتی اور سیاسی حلقوں سے رابطہ پیدا کر رہا ہے۔ اور دونوں ملکوں کے اقتصادی تعلقات کو نئی نہج پر لانے کے لئے مصروف عمل ہے۔

لنڈن ۔ ۳۰ جنوری ۔ مسٹر نیول چیمبرلین نے برمنگھم میں تقریر کرتے ہوئے کہا کہ اگر اسلحہ کے خوفناک بوجھ کو کم نہ کیا گیا تو یہ زندگی کے معیار کو اس قدر کم کر دیگا کہ کئی نسلوں تک اس کا بحال ہونا مشکل ہو جائیگا۔ ضروریات زندگی بڑھ رہی ہیں اور ان کے اخراجات بھی اس کے علاوہ اسلحہ بندی کی طرف جو زبردست میلان پایا جاتا ہے۔ یہ موجودہ تہذیب کی حماقت پر دلالت کرتا ہے۔

لنڈن ۲۹ جنوری ۔ شاہ ایڈورڈ ہشتم کی دستبرداری کے وقت ذمہ دار حلقوں میں یہ سوال اٹھایا گیا تھا۔ کہ کیا شاہ جارج ششم کی وفات کے بعد ان کی بڑی لڑکی شاہزادی الزبتھ بلا شرکت غیرے تخت کی وارث ہوگی یا اس کی وراثت کے ساتھ اس کی چھوٹی بہن بھی شریک ہوگی۔ چنانچہ اس خیال کے زیر اثر دار العوام کے اجلاس میں ایک رکن نے حکومت سے اس مسئلہ کی وضاحت کے لئے درخواست کی۔ سر جان سائمن نے کہا۔ کہ موجودہ حالات میں اس بات میں شک کرنے کی کوئی وجہ نہیں۔ کہ شاہزادی الزبتھ ہی تخت کی واحد وارث ہے۔

جبل الطارق ۲۹ جنوری ۔ باغی جہاز "سپانا" نے ایک سرکاری جہاز "ایل جنڈور" کو بندرگاہ مینیٹیور کے پاس گرفتار کر لیا سرکاری [illegible]